﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 21 — جمعۃ المبارک 31 اکتوبر 2014ء — 06 محرم 1436 ہجری قمری ❁ 31 اخاء 1393 ہجری شمسی — شمارہ 44

قدرت کی پناہ

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسم میں دردوں کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو۔اور تین بار بسم اللہ پڑھو۔پھر سات مرتبہ یہ دعا کرو۔

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ وَ قُدۡرَتِہٖ مِنۡ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ

میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس شر سے جو مجھے لاحق ہے اور جس کا مجھے اندیشہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب وضع یدہ حدیث نمبر:4082)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

افراط وتفریط

کسی مقام پر ایسی کثرت بارش کا ذکر تھا جس سے بہت نقصان کا اندیشہ ہوا۔حضرتؑ نے فرمایا:''جیسا لوگ احکام الٰہی کے معاملہ میں افراط وتفریط کرتے ہیں۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی اُن کے ساتھ افراط وتفریط کا معاملہ کرتا ہے۔''(ملفوظات جلد2 صفحہ 320 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

استغفار وظیفہ ہے

ایک شخص نے پوچھا کہ مَیں کیا وظیفہ پڑھا کروں؟ فرمایا:''استغفار بہت پڑھا کرو۔انسان کی دو ہی حالتیں ہیں۔یا تو وہ گناہ نہ کرے۔یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدانجام سے بچالے۔سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہئے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا۔بلکہ دل سے چاہئے۔نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو۔یہ ضروری ہے۔''(ملفوظات جلد2 صفحہ 320 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک شخص نے قرض کے واسطے دعا کے لئے عرض کی۔فرمایا:''استغفار بہت پڑھا کرو۔''(ملفوظات جلد2 صفحہ 215 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتّقاء ہے

فرمایا:''تقویٰ اختیار کرو۔تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اُس سے بھی کنارہ کرے۔''

فرمایا:''دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جن کو سُوا کہتے ہیں یا راجباہا کہتے ہیں۔دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔مثلاً زبان وغیرہ۔اگر چھوٹی نہر یا سُوئے کا پانی خراب اور گندہ اور مَیلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔پس اگر کسی کو دیکھو کہ اُس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے تو سمجھو کہ اس کا دل بھی ایسا ہی ہے۔''
(ملفوظات جلد2 صفحہ 321 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

''یاد رکھو یہ تقویٰ بڑی چیز ہے۔خوارق کا صدور بھی تقویٰ ہی سے ہوتا ہے اور اگر خوارق نہ بھی ہوں پھر بھی تقویٰ سے عظمت ملتی ہے۔تقویٰ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر نقش وجود مٹا سکتا ہے۔کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ اس کا اپنا وجود ہی نہ رہے۔اور 'صیقل زدم آں قدر کہ آئینہ نماند' کا مصداق ہو جاوے۔اصل میں یہی توحید اور یہی وحدتِ وجود تھی جس میں لوگوں نے غلطیاں کھا کر کچھ کا کچھ بنالیا ہے۔''(ملفوظات جلد2 صفحہ 347 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو

اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ذکر تھا۔فرمایا:''صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔بہتری اور نیکی اسی میں ہے۔اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے۔اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔دیکھو! دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے۔اور تمہاری ناراضگی اور رُوٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔تم اگر ان میں رَلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔''(ملفوظات جلد2 صفحہ 321 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپؑ کے مُرید نہیں اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپؑ نے اپنے مُریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا:''جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے، ردّ کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پرواہ نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواہ پڑے ہیں۔اُن لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا۔اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ(المائدۃ: 28)۔خدا صرف متّقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں۔''
(ملفوظات جلد2 صفحہ 215 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

وفات مسیحؑ پر ایک لطیف استدلال

فرمایا:''حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیحؑ آوے اُس کو میرا اسلام کہنا۔اس حدیث کے مطلب میں غور کرنا چاہئے۔اگر مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود تھے تو خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ملاقات معراج میں کی تھی اور نیز حضرت جبرئیلؑ ہر روز وہاں سے آتے تھے۔کیوں نہ اُن کے ذریعہ سے اپنا سلام پہنچایا۔اور پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعد از وفات آسمان پر ہی گئے تھے اور وہاں ہی حضرت مسیحؑ بھی ہیں۔اور حضرت مسیحؑ کو تو خود رسول کریمؐ کے پاس سے ہو کر زمین پر اُترنا تھا تو پھر اس کے کیا معنی ہوئے کہ زمین والے ان کو آنحضرتؐ کا سلام پہنچائیں۔کیا اس صورت میں حضرت عیسیٰؑ اُن کو یہ جواب نہ دیں گے کہ مَیں تو خود اُن کے پاس سے آتا ہوں تم یہ سلام کیسا دیتے ہو۔یہ تو مثال ہوئی کہ گھر سے مَیں آؤں اور خبریں تم دو۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریمؐ اور آپؐ کے اصحابؓ کا یہی عقیدہ اور مذہب تھا کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو گئے ہیں اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔اور آنے والا مسیح اِسی امت میں سے بروزی رنگ میں ہوگا۔''
(ملفوظات جلد2 صفحہ 296 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اسلامی تعلیمات سے متعلق شکوک وشبہات اور وساوس واعتراضات مع جوابات

از تحریرات وکلماتِ طیّبات حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مرتبہ: عبدالکبیر قمر۔ ربوہ)

(قسط نمبر 2)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ کی فصل اوّل تحریر فرمائی جو قرآن شریف کی حقیت پر بیرونی اور اندرونی شہادتوں اور آٹھ تمہیدوں پر مشتمل ہے۔ آپؑ نے تحریر فرمایا کہ:

’’قبل از تحریر براہین فصل ہذا کے چند ایسے امور کا بطور تمہید بیان کرنا ضروری ہے جو دلائل آتیہ کے اکثر مطالب دریافت کرنے اور ان کی کیفیت اور ماہیت سمجھنے کے لئے قواعد کلیہ ہیں۔ چنانچہ ذیل میں وہ سب تمہیدیں لکھی جاتی ہیں۔

تمہید اوّل۔ بیرونی شہادتوں سے وہ واقعات خارجیہ مراد ہیں جو ایک ایسی حالت پر واقعہ ہوں کہ جس حالت پر نظر کرنے سے کسی کتاب کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہو۔ یا اس کے منجانب اللہ ہونے کی ضرورت ثابت ہوتی ہو اور اندرونی شہادتوں سے وہ ذاتی کمالات کسی کتاب کی مراد ہیں کہ خود اسی کتاب میں موجود ہوں جن پر نظر کرنے سے عقل اس بات پر قطع واجب کرتی ہو کہ وہ خدا کی کلام ہے اور انسان اس کے بنانے پر قادر نہیں۔

تمہید دوم۔ وہ براہین جو قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر بیرونی شہادتیں ہیں چار قسم پر ہیں۔ **ایک** وہ جو امور محتاج الاصلاح سے ماخوذ ہیں۔ **دوسری** وہ جو امور محتاج التکمیل سے ماخوذ ہیں۔ **تیسری** وہ جو امور قدرتیہ سے ماخوذ ہیں۔ **چوتھی** وہ جو امور غیبیہ سے ماخوذ ہیں۔

لیکن وہ براہین جو قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر اندرونی شہادتیں ہیں۔ وہ تمام امور قدرتیہ ہی سے ماخوذ ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 143، 144)

....

کیا مذہبی کتابوں میں مذکور علوم ومعارف اس طرح کے ہوتے ہیں کہ کوئی بھی اَن پڑھ کسی سے سن کر ان جیسے معارف بیان کرسکتا ہے؟

پھر اس تمہید کی تشریح بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اعتراض کو درج فرما کر اس کا جواب دیا۔ آپؑ نے بیان فرمایا کہ:

(اعتراض) ’’ **شاید کوئی معترض اس تمہید پر اعتراض کرے کہ** ان سہل اور آسان منقولات کا بیان کرنا جو مذہبی کتابوں میں مدوّن اور مرقوم ہیں بذریعہ سماعت بھی ممکن ہے جس میں لکھا پڑھا ہونا کچھ ضروری نہیں کیونکہ ناخواندہ آدمی کسی واقعہ کو کسی خواندہ آدمی سے سنکر بیان کرسکتا ہے یہ کچھ مسائل دقیقہ علمیہ نہیں ہیں جن کا جاننا بغیر تعلم باقاعدہ کے محال ہو۔

(جواب) **ایسے معترض سے یہ سوال کیا جائے گا کہ** تمہاری کتابوں میں کوئی ایسی باریک صداقتیں بھی ہیں یا نہیں۔ جن کو بجز اعلیٰ درجے کے عالم اور اَجل فاضل کے ہر یک شخص کا کام نہیں کہ دریافت کرسکے۔ بلکہ انہیں لوگوں کے ذہن ان کی طرف سبقت کرنے والے ہیں جنہوں نے زمانہ دراز تک ان کتابوں کے مطالعہ میں خون جگر کھایا ہے اور مکاتب علمیہ میں کامل استادوں سے پڑھا سیکھا ہے۔ **پس اگر اس سوال کا یہ جواب دیں کہ ایسی اعلیٰ** درجے کی دقیق صداقتیں ہماری کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔.........تو افسوس ایسی گئی گذری کتابوں پر۔ کیونکہ یہ امر نہایت صاف اور واضح ہے کہ اگر مضامین کسی کتاب کے صرف عوام الناس کی موٹی عقل تک ہی ختم ہوں اور حقائق دقیقہ کے مرتبہ سے بکلی متنزل ہوں۔ تو وہ کتاب بھی کوئی عمدہ کتاب نہیں کہلاتی۔ بلکہ وہ بھی عقلمندوں کی نظر میں ایسی ہی موٹی اور کم عزت ہوتی ہے۔ جیسے اس کے مضامین موٹے ہیں۔......پس جو شخص اپنی الہامی کتاب کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ اسکی تمام باتیں موٹی اور خفیف ہیں اور ان جمیع صداقتوں سے خالی اور عاری ہیں جو نہایت باریک اور دقیق ہیں اور جن کا جاننا ارباب علم اور نظر اور فکر سے مخصوص ہے۔ تو وہ آپ ہی اپنی کتاب کی توہین کرتا ہے اور اس سے اس کی شیخی بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ جس چیز کی تہ تک پہنچنے میں عوام الناس بھی اس کے ساتھ شریک اور مساوی ہیں۔ اس چیز کے حاصل کرنے سے وہ کسی ایسی فضیلت علمیہ کو حاصل نہیں کرسکتا کہ عوام الناس سے اس کو امتیاز بخشے یا کوئی لقب عالم یا فاضل کا اس کو عطا کرے۔ بلکہ وہ بھی بلاشبہ عوام کالانعام میں سے ہوگا۔ کیونکہ اس کے علم اور معرفت کا اندازہ عوام سے زیادہ نہیں۔

اور بلاریب ایسی بیہودہ اور ذلیل کتابوں کا علم امور غیبیہ میں داخل نہیں ہوگا۔ لیکن پھر بھی یہ شرط ہے کہ تعلیمات ان کی ایسی شائع اور متعارف ہوں۔ جن کی نسبت یہ باور کرنے کی وجہ ہو۔ کہ ہر ایک امی اور ناخواندہ آدمی بھی ادنیٰ توجہ سے ان کے مضامین پر مطلع ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اگر مضامین ان کے شائع اور مشہور نہ ہوں۔ تو گو وہ کیسی ہی بے مغز اور موٹی باتیں ہوں۔ تب بھی اس شخص کے لیے جو اس زبان سے ناواقف ہے جس زبان میں مضامین ان کتابوں کے لکھے گئے ہیں حکم امور غیبیہ کا رکھتے ہیں۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ جب کوئی قوم اپنی کتب الہامیہ کی نسبت آپ قبول کرلے کہ وہ باریک صداقتوں سے عاری اور بے نصیب ہیں۔

لیکن اگر کسی قوم کی یہ رائے ہو کہ ان کی الہامی کتابوں میں باریک صداقتیں بھی ہیں جن پر احاطہ کرنا بجز ان اعلیٰ درجے کے اہل علم لوگوں کے جن کی عمریں انہیں میں تدبر تفکر کرتے کرتے فرسودہ ہوگئی ہیں اور جن میں ایسی صداقتیں بھی ہیں جن کی تہ اور مغز تک وہی لوگ پہنچتے ہیں جو نہایت درجے کے زیرک اور عمیق الفکر اور راسخ فی العلم ہیں تو اس جواب سے خود ہمارا مطلب ثابت ہے۔ کیونکہ اگر ایک اُمّی اور ناخواندہ آدمی ان حقائق دقیقہ کو ان کی کتابوں میں سے بیان کرے جن کو باقرار ان کے عوام اہل علم بھی بیان نہیں کرسکتے۔ صرف خواص کا کام ہے۔ تو بلاشبہ بیان اس امی کا بعد ثبوت اس بات کے کہ وہ امی ہے امور غیبیہ میں داخل ہوگا۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 147 تا 149)

....

دنیا میں اعلیٰ قسم کا لٹریچر ملتا ہے۔ کیا انسان کا بنایا ہوا اعلیٰ لٹریچر خدا کے کلام کی برابری کرسکتا ہے؟

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمہید سوم بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ:

’’**تمہید سوم۔** جو چیز محض قدرت کاملہ خدائے تعالیٰ سے ظہور پذیر ہو۔ خواہ وہ چیز اس کی مخلوقات میں سے کوئی مخلوق ہو۔ اور خواہ وہ اس کی پاک کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو۔ جو لفظاً اور معناً اسی کی طرف سے صادر ہو۔ اس کا اس صفت سے متصف ہونا ضروری ہے کہ کوئی مخلوق اس کی مثل بنانے پر قادر نہ ہو‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 149)

اس تمہید کے بیان کرنے کے ضمن میں آپؑ نے ایک اعتراض کو درج فرما کر اس کا جواب دیا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ:

’’اس جگہ بغرض اتمام حجت ان کا ایک وہم جو ان کے دلوں کو پکڑتا ہے۔ دور کرنا قرین مصلحت ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو بباعث کوتہ اندیشی یہ خیال فاسدہ دل میں متمکن ہے کہ:

(اعتراض) بہت سی کلام انسان کی دنیا میں ایسی موجود ہیں جن کی مثل آج تک دوسرا کلام نہیں ہوا مگر وہ خدا کی کلام تسلیم نہیں ہوسکتی۔

(جواب) سو واضح ہو کہ یہ وہم قلت تفکر اور تدبر سے ناشی ہوا ہے۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ گو کسی بشر کا کلام کیسا ہی صاف اور شستہ ہو مگر اس کی نسبت یہ کہنا جائز نہیں ہوسکتا کہ فی الواقعہ تالیف اس کی انسانی طاقتوں سے باہر ہے۔ اور مولف نے ایک خدائی کا کام کیا ہے۔ بلکہ جس کو ذرا بھی عقل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قوائے بشریہ نے بنایا ہے۔ اس کا بنانا بشری طاقت سے باہر نہیں۔ ورنہ کوئی بشر اس کے بنانے پر قادر نہ ہوسکتا۔

جب تم نے ایک کلام کو بشر کی کلام کہا۔ تو اس ضمن میں تم نے آپ ہی قبول کرلیا کہ بشری طاقتیں اس کلام کو بنا سکتی ہیں۔ اور جس صورت میں بشری طاقتیں اس کو بنا سکتی ہیں تو پھر وہ بے نظیر کاہے کی ہوئی۔ پس یہ خیال تو سراسر سودائیوں اور مخبّط الحواسوں کا سا ہے کہ پہلے ایک چیز کو اپنے منہ سے قویٰ بشریہ کی بنائی ہوئی مان لیں اور پھر آپ ہی بڑبڑائیں کہ اب قویٰ بشریّہ اس کی مثل بنانے سے قاصر اور عاجز ہیں اور اس مجنونانہ قول کا خلاصہ یہ ہوگا کہ قویٰ بشریّہ ایک چیز کے بنانے پر قادر ہیں۔ اور نہیں

اور علاوہ اس کے **آج تک کسی انسان نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا کہ میرے کلمات اور مصنوعات خدا کے کلمات اور مصنوعات کی طرح بے مثل ومانند ہیں**

اور **اگر کوئی نادان مغرور ایسا دعویٰ کرتا تو ہزاروں اس سے بہتر تالیفیں کرنے والے اور اس کے منہ میں ذلت کی خاک بھرنے والے پیدا ہو جاتے۔**

یہ خدا ہی کی شان ہے کہ سارے جہان کو اپنی کلام کی مثل پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ٹھہراوے اور سخت سخت لفظوں بے ایمان اور ملعون اور جہنمی کہنے سے بلکہ نہ بنانے والوں کیلئے بحالت انکار سزا موت مقرر کرنے سے خود بار بار اس بات کی طرف جوش دلاوے کہ وہ نظیر بنانے میں کوئی دقیقہ سعی اور کوشش اور اتفاق باہمی کا اٹھا نہ رکھیں۔ اور اپنی جان بچانے کے لیے جان لڑا کر مقابلہ کریں ورنہ اگر یونہی بلا پیش کرنے نظیر کے انکار کرتے رہیں تو اپنے گھر کو غارت اور اپنی عورتوں کی کنیز کیں اور اپنے آپ کو مقتول سمجھیں۔ کیا ایسا دعوی اور پھر اس زور شور کا کبھی کسی انسان نے بھی کیا؟ ہرگز نہیں۔ پس جس حالت میں کسی بشر نے اپنی کلام کے بے مثل ہونے میں دم بھی نہ مارا۔ اور نہ اپنی قویٰ کو قویٰ بشریہ سے کچھ زیادہ خیال کیا۔ بلکہ **صدہا نامی گرامی شاعروں نے لڑ کر مرنا اختیار کیا۔ مگر قرآن شریف جیسا کوئی کلام بقدر ایک سورت بھی نہ بنا سکے تو پھر خواہ نخواہ ان بیچاروں کی کلام خام کو بے نظیر ٹھہرانا اور صفت کاملہ خاصہ الٰہیہ میں انہیں شریک کرنا پرلے درجے کی نادانی وکوری ہے۔** کیونکہ جو شخص اس قدر دلائل واضحہ سے خدا اور انسان کے کاموں میں صریح فرق دیکھے اور پھر نہ دیکھے۔ وہ اندھا اور نادان ہی ہوا اور کیا ہوا۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 162 تا 184)

’’**کیا افسوس کا مقام ہے کہ ایک مچھر کی ترکیب جسمی کی نسبت تم صاف اقرار کرتے ہو کہ ایسی ترکیب انسان سے نہیں بن سکتی۔ اور نہ آئندہ بنے گی۔ لیکن کلام الٰہی کی نسبت کہتے ہو کہ وہ بن سکتی ہے۔** بلکہ بطور بحث اور مجادلہ کے یہ حجت پیش کرتے ہو کہ گو اب تک کوئی انسان اس کے بنانے پر قادر نہیں ہوا۔ مگر اس کا کیا ثبوت ہے کہ آئندہ بھی قادر نہ ہو۔ نادانو اس کا وہی ثبوت ہے۔ جس کو تم مچھر اور مکھی میں اور درختوں کے ہر ایک پتے میں خوب سمجھتے اور تسلیم کرتے ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 190 تا 192)

’’**جاہلو۔ اگر خدا کی کلام بے مثل نہیں تو کیڑوں اور درختوں کے پتوں کے بے مثل ہونے کی تم کو کہاں سے خبر پہنچ گئی۔** تم ذرا سوچتے نہیں کہ اگر کلام ربانی کی ترکیب میں ایک کیڑے کی ترکیب جتنی بھی کمالیت نہیں تو گویا یہ خدا پر ہی اعتراض ٹھہرا۔ جس نے ادنیٰ کو اعلیٰ سے زیادہ تر شرف دے دیا۔ اور ادنیٰ کو اپنی ذات پر وہ دلالتیں بخشیں کہ جو اعلی کو نہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 195 تا 197)

’’ہر ایک عاقل خدا کے قانون قدرت پر نظر ڈال کر اور ہر ایک چیز کو جو اس کی طرف سے ہے خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ سے ادنیٰ ہو۔ اس کو ہزار ہا دقائق حکمت سے پُر دیکھ کر اور انسانی طاقتوں کے مقابلہ سے برتر اور بلند پا کر اپنے تئیں اس اقرار کے کرنے کے لئے مجبور پاتا ہے کہ کوئی چیز جو صادر من اللہ ہے ایسی نہیں ہے جس کی مثل بنانے پر انسان قادر ہو۔ اور نہ کسی عاقل کی عقل یہ تجویز کرسکتی ہے کہ خدا کی ذات یا صفات یا افعال میں مخلوق کا شریک ہونا جائز ہے۔

بلکہ صاحب عقل اور بصیرت کیلئے علاوہ دلائل متذکرہ بالا کے کئی ایک اور وجوہ بھی ہیں۔ جن سے خدا کے کلام کا عدیم المثال ہونا اور بھی زیادہ اس پر واضح ہوتا ہے اور مثل اجلیٰ بدیہات کے نظر آتا ہے۔ **جیسے منجملہ ان کے ایک وہ وجہ ہے جو ان نتائج متفاوتہ سے ماخوذ ہوتی ہے جن کا مختلف طور پر بحالت عمل صادر ہونا ضروری ہے۔**

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہر ایک عاقل کی نظر میں یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ جب چند متکلمین انشا پرداز اپنی اپنی علمی طاقت کے زور سے ایک ایسا مضمون لکھنا چاہیں کہ جو فضول اور کذب اور حشو اور لغو اور ہزل اور ہر ایک مہمل بیانی اور ژولیدہ زبانی اور دوسرے تمام امور مخل حکمت و بلاغت اور آفات منافی کمالیت و جامعیت سے بکلی منزہ اور پاک ہو۔ اور سراسر حق اور حکمت اور فصاحت اور بلاغت اور حقائق اور معارف سے بھرا ہوا ہو۔ تو ایسے مضمون کے لکھنے میں وہی شخص سب سے اول درجہ پر رہے گا کہ جو علمی طاقتوں اور وسعت معلومات اور عام واقفیت اور ملکہ

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر321

مکرم عبدہ بکر محمد بکر صاحب (5)

گزشتہ چار اقساط میں ہم نے مکرم عبدہ بکر صاحب آف مصر کے احمدیت کی طرف سفر کا بڑا حصہ بیان کر دیا ہے۔اس قسط میں ان کے اس سفر کے باقی ماندہ واقعات کا تذکرہ کیا جائے گا۔وہ بیان کرتے ہیں:

بھائی کی بیعت

میرا ایک بھائی ’’علی‘‘ تو بفضلہٖ تعالیٰ میری بیعت کے بعد ہی احمدی ہو گیا تھا۔اس کے علاوہ ’’احمد‘‘ نامی میرا ایک اور بھائی بھی ہے جو لیبیا میں رہتا تھا لیکن لیبیا کے حالات خراب ہوئے تو وہ اپنی تمام جمع پونجی لٹا کر خالی ہاتھ لوٹ آیا۔اس نے ایم ٹی اے العربیہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو ’’علی‘‘ کے سامنے مسیح موعود علیہ السلام کی اس تصویر سے استہزاء کرنے لگا۔اس بنا پر اس کی ’’علی‘‘ کے ساتھ تلخ کلامی بھی ہوگئی۔چند روز کے بعد احمد نے مجھے فون کر کے بتایا کہ وہ ایک رؤیا متعدد بار دیکھ چکا ہے اور پریشان ہے۔میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ہر خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور مجھ سے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں اور اس رؤیا کا میرے دل پر اس قدر اثر ہے کہ مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔لہٰذا اس نے مئی 2012ء میں قاہرہ میں بیعت کرلی۔بیعت کے بعد اسے بستی میں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔مولویوں کو بھی لایا گیا اور اس سے بحث مباحثے بھی ہوئے۔جب انہوں نے دیکھا کہ یہ واپس آنے والا نہیں ہے تو اس کے سسرال کو اشتعال دلوا کر اس کی منگنی تڑوادی۔

وفاتِ مسیحؑ کے موضوع پر مناظرہ

اخوان المسلمین سے تعلق رکھنے والے بعض نوجوانوں سے میری مختلف دینی موضوعات پر گفت وشنید ہوتی رہتی تھی جن میں وفاتِ مسیح کا مسئلہ مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ایسے موقع پر گلی محلے کے دیگر لوگ بھی آجاتے اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ مجھے اپنے دلائل پوری قوت کے ساتھ پیش کرنے کی توفیق ملتی جنہیں سن کر وہ سب کے سامنے لاجواب ہوجاتے۔ایسے موقع پر سعید فطرت تو حق کو قبول کر لیتے ہیں لیکن بدطینت اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتے ہیں۔چنانچہ ان میں سے بعض نے اہانت آمیز رویّہ اپنایا اور ہر جگہ میرے خلاف ہرزہ سرائیاں کیں۔لیکن مجھے تکلیف اس وقت ہوئی جب ان میں سے بعض نے مساجد کے منبروں کو استعمال کرتے ہوئے مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر کے فتوے جاری کئے۔نیز خطبات جمعہ میں وفاتِ مسیح کے قائلین کے کفر کا فتویٰ جاری کر دیا۔

میرے ایک دوست عطیہ حفظی صاحب اکثر میرے ساتھ بیٹھتے اور وفاتِ مسیح کے دلائل سنتے تھے لیکن وہ خود جب کسی مولوی کے ساتھ بات کرتے تو ان دلائل کو صحیح طور پر بیان نہ کرسکتے تھے۔لہٰذا انہوں نے بعض مولویوں سے کہا کہ میں عبدہ بکر سے کہوں گا کہ آپ کے ساتھ اس مسئلہ پر بات کرے تاکہ ایک دفعہ اس مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے۔مولویوں نے بڑی خوشی سے کہا کہ اسے لے آؤ۔میری رضامندی کے بعد مولویوں نے اگلے دن ہی مناظرہ کا وقت مقرر کر دیا۔لیکن وقتِ مقررہ پر نہ آئے اور معذرت کر لی پھر نیا وقت اور نئی جگہ مقرر کر کے مناظرہ کرنے کی دعوت دی۔مجھے ان کے اس اقدام سے خطرہ کی بُو آئی اور میں نے معذرت کرنا چاہی لیکن انہوں نے مشہور کر دیا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور اپنی ہزیمت سے خائف ہے۔یہ سنتے ہی مَیں نے کہا کہ میں تو حق پر ہوں اور تمہارے مقرر کردہ مقام پر ابھی پہنچ رہا ہوں۔

میں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ سے نہایت تضرع کے ساتھ نصرت وتائید کی دعا کی۔دعا کے بعد میں عطیہ حفظی اور عبد الرحمٰن الازہری کے ساتھ مقررہ مقام ’’مسجد الجمعیۃ الشرعیۃ‘‘ میں پہنچ گیا۔یہ 27؍رمضان المبارک 2012ء کا دن تھا اور اس مقام پر تقریباً 25 معتکفین بھی موجود تھے جن کے درمیان دو مولوی شیخ عبد ربہ اور شیخ فرید براجمان تھے۔

ہمارے وہاں پہنچنے پر بات چیت کا سلسلہ کچھ اس طرح چلا:

شیخ فرید: عبدہ بکر بچپن سے ہمارے دروس میں حاضر ہوتا تھا، لیکن بجائے اس کے کہ کوئی خوشی یا ترقی کی خبر لے کر آتا آج یہ ہمارے لئے ایک مصیبت لے کے آگیا ہے۔

عطیہ حفظی: ان باتوں کو چھوڑتے ہوئے ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔آپ بتائیں کہ کیا مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں یا آسمان پر زندہ موجود ہیں؟

شیخ عبدربہ: عیسیٰ علیہ السلام تو آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

عطیہ حفظی: میں عبدہ بکر سے پوچھتا ہوں کہ ان کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

مَیں نے قرآن کریم واحادیث نبویہ اور اقوال علماء کے حوالے سے وفاتِ مسیح کے دلائل بیان کئے۔انہیں سننے کے بعد شیخ عبد ربہ نے کہا: وفاتِ مسیح کے مسئلہ کے بارہ میں علماء میں اختلاف ہے۔اور یہ بات درست ہے کہ بعض علماء نے وفاتِ مسیح کا فتویٰ بھی دیا ہے۔

عطیہ: اگر اس مسئلہ کے بارہ میں علماء کا اختلاف ہے تو پھر آپ عبدہ بکر کے کفر کا فتویٰ کیونکر دیتے ہیں؟

شیخ عبدربہ: اس لئے کہ یہ نزول مسیح کا منکر ہے۔اور نزول مسیح کا عقیدہ اہل سنّت کا متفق علیہ عقیدہ ہے جس کا انکاری کفر کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔

عبدہ بکر: ہم مسیح کے نزول کے منکر کیونکر ہو سکتے ہیں جبکہ ہمارا تو ایمان ہے کہ وہ نازل ہو چکے ہیں۔

میرے اس اعلان پر حاضرین پر خاموشی چھا گئی اور ان میں سے ایک نے بے ساختہ کہا کہ وہ کیسے؟

مَیں نے قرآن کریم کی بعض آیات اور احادیث کے حوالے سے وضاحت کی کہ آنے والا شخص اس امّت سے آئے گا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امتِ محمدیہ میں سے قرار دیا ہے۔نیز آیات قرآنیہ کے حوالے سے بھی بتایا کہ سنت اللہ ہے کہ ہر قوم کا نبی اسی قوم میں سے بھیجتا ہے۔یہ بات بھی تقاضا کرتی ہے کہ آنے والا اسی امّت سے آئے۔

میری یہ بات سن کر شیخ عبد ربہ نے کہا کہ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ مرزا غلام احمد آنے والا مسیح ہے؟ میرے ’’ہاں‘‘ کہنے کے ساتھ ہی مولوی صاحب آپے سے باہر ہوگئے اور اپنی پارسائی اور طویل داڑھی کے ساتھ ساتھ ستائیس رمضان المبارک اور اعتکاف کے ایام اور مسجد کے صحن کا بھی کوئی خیال نہ رہا اور مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں بدزبانی اور گالی گلوچ کرنا شروع کر دی۔اس کی بدکلامی کے ساتھ ہی مَیں اٹھا اور سلام کہہ کر مسجد سے باہر آ گیا۔ایک ازہری نوجوان میرے پیچھے بھاگتا ہوا آیا اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مجھے واپس آنے کا کہا۔میں نے کہا جب تک مولوی صاحب معذرت نہ کریں اور آئندہ تہذیب کے دائرے میں رہ کر بات کرنے کا وعدہ نہ کریں مَیں وہاں بیٹھنے سے قاصر ہوں۔اس نے فون پر مولوی صاحب سے بات کی۔مولوی صاحب نے میری شرط مان لی اور فون پر مجھ سے معذرت کی۔پھر جب میں مسجد میں پہنچا تو مولوی صاحب نے حاضرین کے سامنے دوبارہ معذرت کی اور ہمارے مابین گفتگو کا دوبارہ آغاز ہو گیا۔

شیخ عبدربہ: تمہاری جماعت کے بانی کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ’’کتاب مبین‘‘ نامی ایک الہامی کتاب اتاری ہے جو تمہاری احمدی شریعت پر مشتمل ہے۔

عبدہ بکر: میں خدا کو حاضر وناظر جان کر اور تمام حاضرین کو گواہ ٹھہرا کر مولوی صاحب سے کہتا ہوں کہ اگر وہ یہ کتاب لے آئیں تو میں یہیں پر احمدیت چھوڑنے کا اعلان کروں گا اور احمدیت کے مخالفین کی صف میں جا کھڑا ہوں گا۔

شیخ عبدربہ: ’’کتاب مبین‘‘ موجود ہے۔اور میں نے خود اسے پڑھا ہے۔

عبدہ بکر: کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے مذکورہ کتابِ مبین پڑھی ہے؟

شیخ عبدربہ: میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کتابِ مبین خود پڑھی ہے۔

عبدہ بکر: پھر تو یہ کتاب آپ کے پاس موجود ہوگی۔اسے لوگوں کے سامنے لے کے آئیں تا فیصلہ ہوجائے۔

شیخ صاحب نے فوراً ایک شخص کو اپنا لیپ ٹاپ لانے کو کہا اور پھر اس میں سے کتاب مبین کی تلاش کا مشکل کام شروع کیا۔جب تلاشِ بسیار کے بعد کچھ نہ مل سکا تو مولوی صاحب نے رُک کر بات کا رخ بدلنے کی کوشش کی، لیکن عطیہ صاحب نے انہیں کہا شیخ صاحب پہلے کتاب مبین دکھائیں پھر بات آگے بڑھے گی۔

شیخ عبد ربہ نے عطیہ کی بات سنی اَن سنی کرتے ہوئے کہا: مرزا غلام احمد جھوٹا نبی ہے (نعوذ باللہ من ذلک)۔

عبدہ بکر: لعنة الله على الكاذبين.

شیخ عبدربہ (غصے سے لرزتے ہوئے): تم کافر ہو۔

عبدہ بکر: **لعنة الله على الكافرين.**

گھر بدری اور مولویوں کا کردار

اس کے بعد گفتگو کا یہ سلسلہ تو ختم ہو گیا۔لیکن جونہی میں اپنے گھر پہنچا والد صاحب نہایت غصیلے لہجے میں بولے: مجھے شیخ فرید نے فون کرکے بتایا ہے تمام مشائخ نے تمہارے کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔نیز یہ بھی کہا کہ آج کے بعد تم میرے ساتھ نہ میرے گھر میں رہ سکتے ہو۔نہ ہی میرے ساتھ کھانا کھا سکتے ہو۔یہ کہہ کر میرے والد صاحب نے غصے کے عالم میں مجھے گھر سے نکال دیا۔میں مغموم دل اور اشکوں سے بھیگی آنکھوں کے ساتھ گھر سے نکلا اور بوجھل قدموں کے ساتھ ٹرین سٹیشن پہنچا جہاں سے قاہرہ کی جانب جانے والی ٹرین پر سوار ہوگیا۔ابھی تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ میرے سسر ’’عز العرب‘‘ صاحب نے مجھے فون کر کے اپنے گھر بلالیا۔میں راستے میں اتر کر ان کے گھر چلا گیا۔اگلے روز میرے والد صاحب کا فون آیا کہ گھر واپس آجاؤ کیونکہ تمہاری والدہ بہت غمگین ہیں اور ان کی طبیعت خراب ہے۔میں فوراً گھر کی طرف چل پڑا۔بستی میں پہنچ کر مجھے حیرت ہوئی کہ مولویوں نے یہ افواہ پھیلائی ہے کہ گویا انہوں نے میرے کفر اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا تھا جسے سن کر میں بھاگ گیا ہوں۔مَیں یہ افواہ سن کر گلی میں نکل آیا اور کئی بار ’’الجمعیۃ الشرعیۃ‘‘ کی عمارت کے سامنے سے بھی گزرا لیکن کسی کو اس فتویٰ پر عمل کرنے کے لئے میرے راستے میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

إِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ أَرَادَ إِھَانَتَکَ

عطیہ صاحب نے ساری بستی میں مشہور کر دیا تھا کہ مولویوں کے ساتھ گفتگو میں متعدد بار **لعنة الله على الكاذبين** کی دعا کی گئی ہے اور فریقین میں سے جھوٹ بولنے والے پر عذاب آکر رہے گا ورنہ ہم جیسے متلاشیانِ حق کے لئے ہدایت کا راستہ روشن نہیں ہو سکے گا۔یہ ان دنوں کی بات ہے جب حسنی مبارک کی حکومت ختم ہونے کے بعد اخوان المسلمین کی حکومت آگئی تھی اور ہمارے علاقے کے اخوان المسلمین نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ وہ دن اب دور نہیں جب ہم اس علاقے کو احمدیت سے پاک کردیں گے۔نیز وہ مسلسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بھی بدزبانی کرتے رہے۔ایسی صورتحال میں کئی دوستوں نے میرے ساتھ ہمدردی جتاتے ہوئے کہا کہ تم ان کے ساتھ ٹکّر لے کر خودکشی کیوں کر رہے ہو۔

انہی ایام میں میرے بھائی نے خواب میں دیکھا کہ بستی کی مساجد میں آگ لگ گئی ہے۔

پھر 3 جولائی 2013ء کو خدا تعالیٰ کا مسیح موعود علیہ السلام سے کیا ہوا وعدہ ایک بار پھر پورا ہوا جس میں اس نے فرمایا تھا کہ میں تیری اہانت کا ارادہ بھی کرنے والوں کو اہانتوں اور ذلتوں کی مار ماروں گا۔چنانچہ اس دن اخوان المسلمین کے مصری صدر محمد مرسی کو ان کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔جس کے بعد اخوان المسلمین نے ملک گیر مظاہرے شروع کردیئے۔ہماری بستی اخوان المسلمین نے ردّعمل کے طور پر مقامی تھانے پر حملہ کرکے کئی کارندوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔پولیس نے جوابی کارروائی کی اور اخوان المسلمین کے گھروں پر حملہ کرکے ان میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کر لیا۔پھر انہوں نے ’’الجمعیہ الشرعیہ‘‘ کی عمارت گرانے کی کوشش کی۔یہ وہی جگہ ہے جہاں میرا شیخ عبد ربہ اور شیخ فرید کے ساتھ مناظرہ ہوا تھا۔اس حملہ کے وقت مذکورہ بالا دونوں مولوی لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ پولیس کو گالیاں دیتے رہے۔پولیس نے ان دونوں کے گھر کو آگ لگا دی اور ان کا پیچھا کیا۔ان میں سے ایک گرفتار ہو گیا جسے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا جبکہ دوسرا فرار ہو گیا اور اس کے خلاف عدالت نے عمر قید کی سزا سنادی اور اس کی تلاش کے لئے چھاپے مارے جانے لگے۔اس واضح نشان کے بعد مکرم عطیہ حفظی صاحب نے اپنی اہلیہ کے ساتھ بیعت کر لی۔

اس واقعہ کے بعد جب مَیں بستی میں گیا تو دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے میری بستی کو مسیح موعود علیہ السلام کے دشمنوں سے بالکل خالی کر دیا ہے۔یہ منظر دیکھ کر میرا دل خدا کے شکر کے جذبات سے لبریز ہو گیا۔فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا بائیسواں جلسہ سالانہ 2014ء

(رپورٹ مرتبہ: نعمت اللہ بشارت۔ مبلغ سلسلہ۔ ناکسکو)

امسال جماعت احمدیہ ڈنمارک کا بائیسواں جلسہ سالانہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مورخہ 28-27۔ ستمبر بروز ہفتہ و اتوار کوپن ہیگن میں منعقد ہوا۔ مسجد نصرت جہاں سے ملحقہ مشن ہاؤس اور لجنہ ہال کی از سرنو تعمیر کے کام کی وجہ سے جلسہ سالانہ کا انعقاد Brøndby Strand کے ایک پبلک سکول میں ہوا۔

مورخہ 27 ستمبر بروز ہفتہ جلسہ کا افتتاحی اجلاس محترم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک کی زیر صدارت ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ یہ جماعت ڈنمارک کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ امسال بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلسہ سالانہ ڈنمارک کے موقع پر ایک خصوصی پیغام موصول ہوا۔ حضور کا یہ پیغام محترم امیر و مبلغ انچارج صاحب نے جلسہ کے افتتاحی اجلاس میں پڑھ کر سنایا۔ حضور انور نے اپنے اس بابرکت پیغام میں جلسہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے جلسے دنیا کے عام جلسوں یا میلوں یا اجتماعات کی طرح نہیں بلکہ خالصۃً دینی غرض کے لیے ہیں۔ اس جلسہ کے قیام کا مقصد جماعت کے ممبران کی دینی اور روحانی اور اخلاقی تربیت ہے۔ یہ جلسے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کے لیے اور عملی پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لیے ہیں۔ نیز حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں تمام احباب جماعت کو خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دلوں میں قائم کرنے اور بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

حضور انور کے پیغام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک منظوم کلام کے بعد محترم امیر صاحب ڈنمارک نے افتتاحی تقریر میں س امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد کیا ہیں اور آپ پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے۔ افتتاحی تقریر کے اختتام پر آپ نے اجتماعی دعا کروائی۔

ریفریشمنٹ اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم حمید الرحمان صاحب نے ''جان و مال اور وقت کی قربانی'' کے موضوع پر اور مکرم سید فاروق احمد صاحب نیشنل سیکرٹری جائیداد نے اسلامی اخوت و بھائی چارہ کے موضوع پر تقریر کی۔ ایک نظم کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم سید احسان احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ یوکے نے ''اسلام میں اطاعت کی حقیقت اور اس کی برکات'' کے عنوان پر کی۔ اس اجلاس میں تمام تقاریر ڈینش زبان میں ہوئیں جن کا رواں اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اسی طرح دیگر اجلاسات میں تمام اردو تقاریر کا ڈینش ترجمہ بھی پیش کیا جاتا رہا۔ اس اجلاس کی صدارت حسب ہدایت مکرم امیر صاحب ڈنمارک خاکسار نے کی۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ و صدر مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک کی زیر صدارت مورخہ 28۔ ستمبر بروز اتوار ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے صبح تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ بعد ازاں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مرسلہ خصوصی پیغام جو حضور انور نے محترم امیر صاحب ڈنمارک کی درخواست پر ڈنمارک کے اس سالانہ جلسہ کے موقع پر احباب جماعت ڈنمارک کے نام بھجوایا تھا اُس کا ڈینش ترجمہ پیش کیا۔

اس اجلاس میں مکرم رانا عبدالرؤف خان صاحب نے ''خلیفہ کا مقام اور اُس کی اہمیت'' اور مکرم خاور احمد صاحب نیشنل سیکرٹری مال نے ''مالی قربانی کا فلسفہ اور اُس کی اہمیت'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اس اجلاس میں خاکسار نے ''سیرت و سوانح حضرت سید میر مسعود احمد صاحب سابق مبلغ انچارج ڈنمارک اور اُن کی ڈنمارک میں خدمات سلسلہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ حضرت سید میر صاحب کا شمار سکینڈے نیویا کے ابتدائی مبلغین میں ہوتا ہے۔ موصوف مئی 1962ء میں ڈنمارک تشریف لائے اور بطور مشنری انچارج سکینڈے نیویا مشنز کا چارج سنبھالا۔ آپکی ڈنمارک میں خدمات سلسلہ ساڑھے تیرہ سال سے زائد عرصہ پر محیط ہیں۔ کوپن ہیگن میں مسجد نصرت جہاں کی تعمیر کے لیے زمین کی خرید بھی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی۔ دسمبر 1982 میں ڈنمارک سے واپس ربوہ تشریف آوری پر آپ کا تقرر بحیثیت وکیل صد سالہ جوبلی جشن تشکر ہوا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر صدر اجلاس مکرم اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں'' کے موضوع پر کی۔ جس میں آپ نے نہایت تفصیل کے ساتھ اقوام کی اصلاح کے طریق پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو بالعموم اور خدام الاحمدیہ کو بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم ہدایات پیش کرتے ہوئے اُن پر عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز وقفہ ریفرشمنٹ اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد محترم امیر و مبلغ انچارج ڈنمارک کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ازاں بعد حضور انور کا خصوصی پیغام جو اس جلسہ کی روح رواں تھا محترم امیر صاحب نے ایک بار پھر پڑھ کر سنایا جس کا ڈینش ترجمہ خاکسار نے پیش کیا۔ ایک نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے اختتامی تقریر کی۔ جس میں آپ نے اپنے افتتاحی خطاب کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت زمانہ امام وقت اور مسیح موعودؑ کی آمد کا منتظر تھا جیسا کہ خود مسیح موعودؑ نے فرمایا:

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

'عبدالوہاب آدم ایوارڈ'

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے پین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے کا مولانا عبدالوہاب صاحب آدم (مرحوم) کی خدمات کے اعتراف میں ''The Abdul Wahab Adam Award'' جاری کرنے کا اعلان

(ٹومی کالون۔ صدر پین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے) (ترجمہ: سعود رفاقت)

(لندن۔ 7 ستمبر 2014ء) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے کا ایک خاص اجلاس مولانا عبدالوہاب صاحب آدم (مرحوم) امیر و مشنری انچارج جماعتِ احمدیہ گھانا کے اعزاز میں منعقد کیا گیا۔ یہ تقریب مسجد فضل لنڈن کے قریب واقع گیسٹ ہاؤس کے لان میں 7/ستمبر 2014ء کو ہوئی۔

پروگرام کا آغاز مکرم باسط بنسو صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جبکہ اس کا انگریزی ترجمہ مکرم صبور طاہر صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد کی نظم ''درخشاں ستارہ'' جو کہ خصوصی طور پر مولانا عبدالوہاب آدم صاحب کے لئے لکھی گئی تھی مکرم سلمان صاحب نے پڑھی جس کا انگریزی ترجمہ مکرم ظفر بھنو صاحب نے پڑھا۔

'عبدالوہاب آدم ایوارڈ 2014ء'
حاصل کرنے والے مبلغین

تقریب کے آغاز میں خاکسار نے افتتاحی کلمات پیش کیے جس کے بعد امام مسجد فضل لنڈن مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے مکرم مولانا عبدالوہاب آدم صاحب کی پاکستان اور برطانیہ میں کی جانے والی خدمات پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولانا عبدالوہاب آدم صاحب کے بیٹے مکرم حسن وہاب صاحب نے مولانا صاحب (مرحوم) کی عائلی زندگی کے بارے میں تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولانا محمد بن صالح صاحب قائم مقام امیر اور مبلغ انچارج جماعت احمدیہ غانا نے مکرم مولانا عبدالوہاب آدم صاحب کی غانا میں غیر معمولی خدمات کی یاد میں ایک جذباتی تقریر کی۔ تقریب کی اختتامی تقریر مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی تھی۔

اس کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں ہوئیں۔ ظہرانہ کی تقریب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اپنے بابرکت وجود سے رونق بخشی۔

مولانا عبدالوہاب آدم صاحب (مرحوم) کی اس یادگاری تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ایک ایوارڈ ''The Abdul Wahab Adam Award'' کا اعلان کیا گیا۔ حضور انور کی ہدایت کے مطابق یہ ایوارڈ خطّہ افریقہ میں خدمت بجالانے والے مبلغین کو دیا جائے گا۔

جن خوش نصیبوں نے اس تقریب میں یہ ایوارڈ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

مکرم مولانا محمد بن صالح صاحب: آپ جامعہ احمدیہ پاکستان سے فارغ التحصیل ہیں اور جماعت احمدیہ گھانا میں مختلف عہدوں پر خدمات بجالا رہے ہیں۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ زمبابوے میں مشن کا قیام آپ کے ذریعے عمل میں آیا۔ اس وقت آپ قائم مقام امیر و مبلغ انچارج غانا کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔

مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب: آپ جامعہ احمدیہ پاکستان سے فارغ التحصیل ہیں اور جماعت احمدیہ امریکہ میں بطور مبلغ اور دیگر مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجالا رہے ہیں۔ اس وقت آپ جماعت احمدیہ امریکہ کے نائب امیر ہیں۔

مکرم مولانا ابراہیم بن یعقوب صاحب: آپ جامعہ احمدیہ پاکستان سے فارغ التحصیل ہیں اور جماعت احمدیہ میں بطور مبلغ اور دیگر مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجالا رہے ہیں۔ آپ اس وقت جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو کے امیر اور مبلغ انچارج کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔

مکرم مولانا بکری عبیدی کالوٹہ صاحب: آپ جامعہ احمدیہ پاکستان سے فارغ التحصیل ہیں اور اس وقت بطور ریجنل مبلغ اور پرنسپل جامعہ احمدیہ تنزانیہ اور دیگر مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجالا رہے ہیں۔ آپ اس وقت بطور انچارج سواحیلی ڈیسک تنزانیہ خدمات بجالا رہے ہیں۔

مکرم مولانا عبدالغفار صاحب: آپ جامعہ احمدیہ پاکستان سے فارغ التحصیل ہیں اور جماعت احمدیہ گھانا، طوالو اور برطانیہ میں بطور مبلغ اور امام بیت الفتوح لنڈن کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ اس وقت آپ برطانیہ میں بطور ریجنل مبلغ خدمات بجالا رہے ہیں۔

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کو عابد بننے اور اعلیٰ اخلاق اپنانے کی طرف بہت توجہ دلائی ہے کیونکہ ان کے بغیر ایک ایمان کا دعویٰ کرنے والا مومن نہیں کہلا سکتا۔

جس انسان میں عاجزی ہو وہ نہ صرف جھگڑوں اور فسادوں سے بچتا ہے، صُلح جوئی کی طرف رجحان رکھتا ہے بلکہ دوسرے اعلیٰ اخلاق بھی اس میں پائے جاتے ہیں۔

خدام الاحمدیہ اور لجنہ کو خاص طور پر کوشش کرنی چاہئے کہ نوجوانوں میں نمازوں کی پابندی کی عادت ڈالیں۔ اس عمر میں صحت ہوتی ہے اور عبادتوں کا حق ادا ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب صحت دی ہے تو صحت کا شکرانہ بھی خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے اور یہ حق عبادت سے ادا ہوتا ہے۔ صحت کی حالت کے شکرانے کے طور پر عبادتیں بجالانے کی ضرورت ہے، نمازوں کی ادائیگی کی ضرورت ہے۔

ہمیں اپنے اخلاقی معیار بلند کرنے چاہئیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنی اَناؤں کے جال میں نہیں پھنسنا چاہئے

جو بندوں کے حق ادا نہیں کرتا ان اخلاق کے مطابق اپنا نمونہ نہیں دکھاتا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں جن کا اپنانا ایک مومن کے لئے ضروری ہے تو پھر ایسے لوگ خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ ان کی نمازیں اور عبادتیں بھی صرف دکھاوے کی ہیں کیونکہ ان عبادتوں نے ان کے اندر وہ تبدیلی پیدا نہیں کی جو ایک مومن کا خاصہ ہے

مکرمہ آسیہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد عبدالرحمٰن صاحب مرحوم (لندن) کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ حاضر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10/ اکتوبر 2014ء بمطابق 10 اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کو عابد بننے اور اعلیٰ اخلاق اپنانے کی طرف بہت توجہ دلائی ہے کیونکہ ان کے بغیر ایک ایمان کا دعویٰ کرنے والا مومن نہیں کہلا سکتا۔ جہاں مومن کی یہ نشانی ہے کہ وہ عبادت کرنے والا ہو وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ لغو باتوں سے اعراض کرنے والا ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص مومن بھی ہو اور پھر اس سے بداخلاقیاں بھی سرزد ہو رہی ہوں۔ عموماً بد اخلاق انسان اس وقت ہوتا ہے جب اس میں تکبر ہو۔ اسی لئے رحمان خدا کے بندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا۔ (الفرقان:64) یعنی زمین پر وہ نہایت عاجزی سے چلنے والے ہیں۔ اور جس انسان میں عاجزی ہو وہ نہ صرف جھگڑوں اور فسادوں سے بچتا ہے بلکہ صُلح جوئی کی طرف رجحان رکھتا ہے اور دوسرے اعلیٰ اخلاق بھی اس میں پائے جاتے ہیں۔ اور جب اعلیٰ اخلاق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی پیش نظر ہو اور اس کی رضا کے حصول کے لئے اعلیٰ اخلاق کے ساتھ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو پھر ہی یہ کیفیت جو ہے وہ حقیقی مومن کی کیفیت ہوتی ہے۔ گویا حقیقی مومن عابد اور عاجز ہوتا ہے۔

ہاں یہ بھی صحیح ہے کہ ہر انسان کی استعدادیں مختلف ہیں۔ جسمانی حالت مختلف ہے۔ بعض عارضی حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں جو روک بن جاتے ہیں۔ اس لئے ہر شخص ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے اخلاقی معیار کو ایک طرح نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح اپنی روحانی ترقی کے لئے بھی اپنی عبادتوں اور اپنی نمازوں کے وہ معیار نہیں رکھ سکتا جو ایک مومن سے متوقع ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حالات کے مطابق سہولتیں بھی مہیا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرورت سے زیادہ بوجھ انسان پر نہیں ڈالتا۔ یا انسان کی حالت اور صلاحیت سے زیادہ بوجھ اس پر نہیں ڈالتا۔ پس یہ کہنا کہ بعض کام ایسے ہیں جو انسان کے لئے ناممکن ہیں اس لئے کئے نہیں جا سکتے۔ یہ بات کم از کم دین اسلام کے بارے میں غلط ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ نمازوں کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ مومن کو کہتا ہے کہ یہ تم پر فرض ہیں انہیں ادا کرو تو ساتھ ہی بہت سی سہولتیں بھی دے دیں۔ مثلاً جو کسی وجہ سے کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اسے کہہ دیا کہ بیٹھ کر پڑھ لو۔ اور جو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا بعض بیماریوں کی وجہ سے، کمزوری کی وجہ سے کیونکہ بیٹھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے تو اسے کہہ دیا کہ لیٹ کر پڑھ لو۔ پھر لیٹنے میں بھی کوئی شرط نہیں ہے کہ کسی خاص انداز میں لیٹنا ہے۔ جس طرح انسان لیٹا ہوا ہے وہیں نماز پڑھ سکتا ہے۔ بیمار ہے کمزور ہے، سفر یا اور کوئی وقتی مجبوری ہے تو کہہ دیا کہ قصر کر لو، جمع کر لو۔ پس کوئی شخص اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے یہ کہہ ہی نہیں سکتا کہ نماز پڑھنا اس کے لئے ممکن نہیں بلکہ ایسے لوگ جو اس قسم کے کام کرتے ہوں جن میں بظاہر ان کے کپڑے گندے ہوئے ہوں ان کو بھی یہی حکم ہے کہ اگر صاف کپڑے نہیں ہیں تو جیسے بھی پہنے ہوئے ہیں ان میں ہی نماز پڑھ لو لیکن نماز ضرور پڑھو۔ اسی طرح اگر پانی نہیں ہے تو پھر وضو کے بجائے تیمّم کر لو۔ غرض کہ کوئی عقلمند کسی کا یہ بہانہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ نماز پڑھنا اس کے لئے ممکن نہیں ہے۔ جب تک ہوش و حواس قائم ہیں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ پس نماز کے بارے میں یہ کہنا کہ بعض حالات میں ہمارے لئے ناممکن ہے یہ انتہائی غلط بات ہے۔ بہت سے لوگوں سے پوچھو تو مختلف قسم کے بہانے بناتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ ایسے بہانے کر کے ایمان سے دور ہٹ رہے ہوتے ہیں۔ پس اس طرف ہم میں سے ہر ایک کو توجہ دینی چاہئے۔

آئرلینڈ میں جب میں نے مسجد کے افتتاح پر خطبہ دیا اور عبادتوں کی طرف توجہ دلائی تو امریکہ سے ہمارے ایک مربی صاحب نے لکھا اور پھر بعض اور جگہوں سے بھی خط آئے کہ خطبے کے بعد مسجدوں میں حاضری بڑھ گئی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد میں نمازوں پر نہ آنا کسی کی مجبوری کی وجہ سے یا ناممکنات کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ سستی تھی اور جب توجہ دلائی گئی تو اثر ہوا لیکن اس اثر کو مستقل قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ جو ایک مومن کا خاصہ ہے کہ اگر توجہ دلائی جائے تو پھر اس پر عمل کرتا ہے۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ کو خاص طور پر کوشش کرنی چاہئے کہ نوجوانوں میں نمازوں کی پابندی کی عادت ڈالیں۔ اس عمر میں صحت ہوتی ہے اور عبادتوں کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے کہ جوانی اور صحت کی عبادتیں ہی حق ادا کرتے ہوئے ادا کی جا سکتی ہیں۔ بڑھاپے میں تو مختلف عوارض کی وجہ سے انسان وہ حق ادا ہی نہیں کر سکتا جو عبادت کا حق ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 258۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بہرحال انسان کو سوچنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض تو طبیعت پر جبر کر کے بھی اگر ادا کرنے پڑیں تو ادا کرنے چاہئیں۔ کجا یہ کہ سہولتوں کے باوجود یہ ادا نہ کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب صحت دی ہے تو صحت کا شکرانہ بھی خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے اور یہ حق عبادت سے ادا ہوتا ہے۔ صحت کی حالت کے شکرانے کے طور پر عبادتیں بجالانے کی ضرورت ہے، نمازوں کی ادائیگی کی

ضرورت ہے۔ پس اس طرف توجہ دینے کی ہمیں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے اس کے بغیر ہمارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔

اب میں دوسری بات کی طرف آتا ہوں یعنی اچھے اخلاق۔ اعلیٰ اخلاق رکھنے والوں کا ایک بہت بڑا وصف سچائی کا اظہار ہے اور سچائی پر قائم رہنا ہے۔ ایک مومن کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہے اور جھوٹ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اگر جھوٹ سے انتہائی نفرت ہو۔ لیکن عملاً ہم دنیا میں کیا دیکھتے ہیں کہ مختلف موقعوں پر جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میرا ارادہ تو نہیں تھا لیکن غلطی سے میرے منہ سے جھوٹ نکل گیا۔ اسائلم کے لئے یہاں درخواستیں دیتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں وہ تو میرے منہ سے فلاں بات غلطی سے نکل گئی۔ میرا ارادہ نہیں تھا۔ لیکن اگر عادت نہ ہو تو غلطی سے بھی بات نہیں نکلا کرتی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا ہے، ایسے لوگوں کو معاف کر دیتا ہے جن کو غلطی کا احساس ہو لیکن اس صورت میں انہیں اپنے اس عمل پر اظہار ندامت کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص جھوٹ بولے اور پھر اس پر ندامت بھی محسوس نہ کرے اور اس کے جھوٹ سے اگر کسی کو نقصان ہوا ہے تو اس کا ازالہ کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ الٹا ضد پر آ کر جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرے یا یہ کہے کہ اس جھوٹ کے بغیر گزارہ ہی نہیں ہوسکتا تھا تو ایسا شخص نہ تو ایمان پر قائم ہے نہ ہی اچھے اخلاق والا کہلا سکتا ہے۔ یقیناً ایسے شخص کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ صحیح راستے پر نہیں ہے۔

پھر اخلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ: 84) کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور اچھے طریق سے پیش آؤ۔ ان سے اچھے طریق سے بات کیا کرو۔ اب عام طور پر انسان دوسروں سے اکھڑ پن سے بات نہیں کرتا باوجود اس کے کہ بعض طبائع میں خشونت اور اکھڑ پن ہوتا ہے لیکن وہ ہر وقت اس کا اظہار نہیں کرتے۔ تو جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے بات کرو تو ان سے نرمی اور ملاطفت سے پیش آؤ تو ایسے ہی لوگوں کو کہتا ہے کہ اپنی اس خشونت اور اکھڑ پن کی طبیعت میں نرمی پیدا کرو اور کبھی بھی تمہارے سے ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جو دوسرے کو تکلیف پہنچانے والی ہو۔ ذرا ذرا سی بات پر مغلوب الغضب نہ ہو جایا کرو۔ لیکن بعض انسان اپنی طبیعت کی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا طبائع ہوتی ہیں، یکدم بھڑک بھی جاتے ہیں تو ایسے لوگ اگر سخت بات کہنے کے بعد اپنی سختی پر افسوس کریں اور جو جذباتی یا کسی بھی قسم کی تکلیف ان سے دوسروں کو پہنچی ہو اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں، توبہ اور استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے اور ان کی توبہ قبول بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر توجہ نہ دینے والے بے جا تشدد اور سختی کرتے چلے جانے والے اور کسی قسم کی بھی ندامت محسوس نہ کرنے والے تو وہ لوگ ہیں جو نہ صرف اخلاق سے گر رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نفی کر کے گنہگار بھی ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی عبادتیں بھی ان کے کسی کام نہیں آتیں۔ پس اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی مغفرت کی امید دلاتا ہے جو کسی خاص جوش یا غصے کے ماتحت ایک فعل کر دیں لیکن بعد میں ہوش آ جانے پر اپنے اس فعل پر نادم ہوں، شرمندہ ہوں اور اس کے ازالے کی کوشش کریں۔ لیکن جو شخص نادم نہ ہو، ہوش آ جانے پر بھی کسی قسم کی ندامت یا افسوس کا اظہار نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں پیش کر سکتا۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

بہت سے معاملات میرے سامنے آتے ہیں۔ میاں بیوی کے جھگڑوں کے، لین دین کے معاملات ہیں کہ لوگ ایسے مغلوب الغضب ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں دیکھتے کہ کیا کہہ رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں۔ عورتوں کو جذباتی تکلیف بھی دیتے ہیں، ہاتھ بھی اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے معاملات ہیں۔ آپس میں غلط قسم کے رویے ہیں۔ پھر یہ سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ اصلاحی کمیٹی کوشش کرے یا قضا کوشش کرے تو یہ لوگ اپنی بات پر اڑے رہتے ہیں تو پھر تعزیر ہوتی ہے اور جب کسی فریق پر تعزیر ہو جائے تو پھر ان کو تھوڑی سی ہوش آتی ہے۔ پھر معافی کے لئے بھی لکھتے ہیں اور پھر جو زیادتیاں انہوں نے کی ہیں اس کا مداوا کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے ایسے لوگ سزا کے بعد معافی لے کر اپنے انجام کو بچا لیتے ہیں لیکن تعزیر کا داغ ان پر لگ جاتا ہے۔ اگر اپنی اَنا کے چکر میں نہ پڑتے تو پہلے سے ہی افہام و تفہیم سے معاملہ طے ہوسکتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو اپنے ایمانوں کو بچانے کی فکر کرنی چاہئے۔ بعض ایسے ہیں جو کسی بھی صورت میں نہیں مانتے وہ تو بالکل ہی دُور ہٹ جاتے ہیں۔ دنیا اور اس کے فوائد اور اس کی سہولتیں چند روزہ ہیں۔ اپنے انجام کی ہمیں فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم کس طرح حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔

جماعت کو مَیں اکثر توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ ہمیں اپنے اخلاق معیار بلند کرنے چاہئیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنی اَناؤں کے جال میں نہیں پھنسنا چاہئے۔ جماعت کے ہر فرد کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اخلاق اور انسانیت کا معیار بنیں۔ بے شک بعض اوقات ہم جذبات کا اظہار بھی کر دیتے ہیں، غصہ آ جاتا ہے یہ انسانی طبیعت ہے لیکن ایک مومن کو اللہ تعالیٰ نے کچھ حکم بھی دیئے ہوئے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت انہیں خرچ کریں۔

مَیں نے میاں بیوی کے معاملات کی مثال دی ہے تو دیکھیں خطبہ نکاح میں پڑھی جانے والی آیات میں کس طرح اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف احکام دیئے ہیں جن پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا ضروری ہے لیکن اکثر لوگ ان باتوں کو سامنے نہیں رکھتے۔ سمجھتے ہیں نکاح ہو گیا شادی ہو گئی اور بس۔ پس جو لوگ اپنی باتوں پر اڑے رہتے ہیں بلکہ ان پر فخر رکھتے ہیں۔ سامنے رکھنا تو ایک طرف رہا جب مسائل اٹھتے ہیں تو اپنی بات پر ہی اڑے رہتے ہیں اور یہ فخر ہوتا ہے کہ ہم اس طرح اپنی بات پر قائم رہے۔ ہم نے فلاں کو کس طرح نیچا دکھا دیا۔ اپنے جذبات کو صحیح سمجھتے ہیں اور دوسرے کے جذبات کی پرواہ نہیں کرتے اور یہی کہتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ کیا وہ صحیح ہے کیونکہ ان کے خیال میں دوسرے شخص کا علاج ہی یہ تھا جو انہوں نے سوچا اور جو انہوں نے کیا۔ اس کے علاوہ ان کے نزدیک اور کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ اگر ایسے لوگوں کی بات مان لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مذہب جسے انہوں نے مانا ہے وہ جھوٹا ہے کیونکہ مذہب کچھ کہتا ہے وہ کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ یہ بیشک وہ کہہ سکتے ہیں کہ مذہب کا یہ حکم ایسا ہے جس پر ہمارے سے عمل مشکل ہے لیکن یہ کہنا کہ اس حکم کو توڑے بغیر اور جو کچھ ہم نے کیا ہے اس کے کئے بغیر گزارہ ہی نہیں ہوسکتا تھا، مذہب کو جھوٹا کہنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ غصہ دباؤ۔ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔ اپنی غلطیوں پر ضد نہ کرو۔ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرو بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو ہمیں یہاں تک فرمایا ہے کہ جو بندوں کے حق ادا نہیں کرتا، ان اخلاق کے مطابق اپنا نمونہ نہیں دکھاتا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں جن کو اپنانا ایک مومن کے لئے ضروری ہے تو پھر ایسے لوگ خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 350۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) ان کی نمازیں اور عبادتیں بھی صرف دکھاوے کی ہیں کیونکہ ان عبادتوں نے ان کے اندر وہ تبدیلی پیدا نہیں کی جو ایک مومن کا خاصہ ہے۔ ان میں وہ عاجزی نہیں آئی جو انہیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہے۔ اگر غصے کی حالت میں انسان اپنی ویڈیو بنوالے۔ آج کل تو ویڈیو بڑی آسانی سے ہر جگہ میسر ہے تو ایک عقلمند انسان ہوش کی حالت میں اسے دیکھ کر خود ہی شرمندہ ہو جائے کہ اس کی کیا حالت تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس بارے میں جو نصائح فرمائی ہیں وہ مَیں پیش کرتا ہوں کہ مغلوب الغضب ہونے والوں کی کیفیت کیا ہو جاتی ہے۔ ان کے دماغ عقل اور حکمت سے خالی ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ پاگل پن تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس بارے میں فرماتے ہوئے کہ جوش اور غصہ جو ہے جب بڑھ جائے تو عقل ماری جاتی ہے اس لئے صبر کی طرف توجہ دلائی کیونکہ صبر سے عقل اور فکر کی قوتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 180۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کا دل حکمت سے عاری ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

”یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں“۔ پھر اس سے اچھی اور نیک باتیں نہیں نکلتیں۔ محروم رہ جاتا ہے۔ ”غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 127-126۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

”دو قوتیں انسان کو مجبر بہ جنون کر دیتی ہیں“۔ یعنی جنون کی طرف لے جانے والی بناتی ہیں۔ ”ایک بدظنی اور ایک غضب جب کہ افراط تک پہنچ جاویں۔“

جب انسان ضرورت سے زیادہ ہر وقت اسی سوچوں میں پڑا ہو، غصے میں رہے، بدظنیاں کرتا رہے تو پھر پاگل پن کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ ’’......پس لازم ہے کہ انسان بدظنی اور غضب سے بہت بچے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 104۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک مومن کی تعریف کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ مومن کو کیسا ہونا چاہئے؟ اس کو کسی بھی حالت میں عقل و خرد کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے ورنہ پھر جیسا کہ پہلے ذکر آیا پاگل پن کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مرد کو چاہئے کہ اپنے قُویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 208۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ مومن کی نشانی بتاتے ہیں کہ کس طرح مومن کو غصہ پر ضبط ہونا چاہئے یا غصے پر ضبط ہو تو حقیقی مومن کہلاتا ہے۔ فرمایا: ’’وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ (آل عمران: 135) یعنی مومن وہ ہیں جو غصہ کھا جاتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ عفو اور درگزر کے ساتھ پیش آتے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’اگرچہ انجیل میں بھی عفو اور درگزر کی تعلیم ہے...... مگر وہ یہودیوں تک محدود ہے۔ دوسروں سے حضرت عیسیٰ نے اپنی ہمدردی کا کچھ واسطہ نہیں رکھا اور صاف طور پر فرمادیا کہ مجھے بجز بنی اسرائیل کے دوسروں سے کچھ غرض نہیں خواہ وہ غرق ہوں خواہ نجات پاویں۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 395)

پس حضرت مسیح کا عفو و درگزر بنی اسرائیل تک محدود تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو مسیح محمدی بن کر آئے ہیں آپ کا دائرہ عفو و درگزر تو ساری دنیا تک پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے عفو اور درگزر کو وسیع تر کرنے کی ضرورت ہے۔ پس یہ ہیں وہ معیار جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے نور سے فیض پانا ہے تو صبر حوصلہ اور بردباری کا وصف بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے منہ سے معارف اور حکمت کی باتیں نکلیں، لوگ ہماری طرف متوجہ ہوں، ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانے والے ہوں تو ہمیں اپنے گھریلو اور روزمرہ کے معاملات میں سختی اور غضب کی حالت میں رہنے سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی ذہنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو کبھی بھی تباہ و برباد نہ ہونے دیں تو بدظنی اور غضب سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ حقیقی مومن بنیں تو اپنی صلاحیتوں کو برمحل اور برموقع اور مناسب رنگ میں ادا کرنا ہوگا۔ غصہ کی کیفیت اگر کبھی پیدا بھی ہو تو جنونی ہو کے نہیں ہونی چاہئے بلکہ صرف اصلاح کی حد تک ہونی چاہئے۔ غصے اور بے لگام جذبات کا اظہار انسان کو جنونی بنا دیتے ہیں۔ پس ان میں اعتدال کی ضرورت ہے۔ اگر غصہ ہے تو اس حد تک جیسا کہ مَیں نے کہا جہاں اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ اپنی اَناؤں کی تسکین کے لئے نہیں، اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لئے نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو اس سے زیادہ غصے کا اظہار کرتا ہے وہ اپنا ایمان ضائع کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی خوبصورتی یہی ہے کہ اعلیٰ اخلاق کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے غیر ضروری غصے کو دبانے اور عفو سے کام لینے کی تلقین کرے۔ پس یہ خُلق ہر ایک کو اپنانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر حقیقی مومن بننا مشکل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متواتر مختلف تحریرات اور ارشادات میں فرمایا ہے کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا چاہئے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 48۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) لیکن ہمارے اندر کمزوری ہے کہ ہم اس پر اس طرح عمل نہیں کرتے جس طرح کرنا چاہئے۔ اس میں عام احمدی بھی شامل ہے اور عہدیداران بھی شامل ہیں۔ ایسے لوگ جو دوسروں کو تو آپؑ کی باتیں سناتے ہیں اور جذبات کو قابو میں رکھنے کی تلقین کرتے ہیں لیکن خود اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12) بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض تو جھوٹے ہو کر سچے اور ظالم ہو کر اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر کس طرح ایسے لوگوں کے بارے میں سمجھا جائے کہ ایمان کا ایک ذرہ بھی ان میں ہے۔ کیونکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ بجائے ضد کرنے کے ہوش میں آنے پر وہ اپنے ظلم کا ازالہ کرے۔ اگر کسی کو کوئی جذباتی تکلیف پہنچائی ہے تو اس کا مداوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کم از کم اپنے اندر ندامت اور شرمندگی محسوس کرتے ہیں کہ میں نے کیا کیا؟ ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو یہ سوچ رکھتے ہیں یا اس طرح سوچتے ہیں۔ اگر ظلم وقتی جوش کے تحت ہو گیا ہے تو جوش کا وقت گزر جانے پر ایک مومن کو اس کا ازالہ کرنا چاہئے۔ اگر یہ ازالہ نہیں کرتے اور ندامت محسوس نہیں کرتے بلکہ سارے حالات گزر جاتے ہیں اور پھر بھی اثر نہیں ہوتا تو پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ حقیقی ایمان نہیں۔ یہ دکھاوے کا ایمان ہے۔ پانی کے اس بلبلے کی طرح ہے جس کے اوپر پانی ہے اور اندر صرف ہوا ہے۔ اگر تمام پانی ہوتا تو پھر وہ پانی کی کیفیت میں ہوتا، پھر اس میں ہوا نہیں ہوتی۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ کتنی دفعہ ہم پر اگر زیادتی بھی ہوئی ہے تو ہم نے برداشت کیا ہے اور مغلوب الغضب ہو کر جواب نہیں دیا یا اگر عہدیدار ہیں تو کتنی دفعہ ایسے مواقع پیدا ہوئے ہیں کہ دوسرے نے زیادتی کی اور انہوں نے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلہ دیا۔ اس زیادتی کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ برداشت یہ نہیں ہے کہ کسی طاقتور کا مقابلہ ہو اور جواب نہ دیا ہو اور کہہ دیا کہ ہماری بڑی برداشت ہے بلکہ برداشت یہ ہے کہ سزا دے سکے اور پھر سزا نہ دے۔

یہاں یہ بھی واضح ہو کہ انتظامیہ انصاف اور شریعت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر کسی کو سزا کی سفارش کرتی ہے، تعزیری کارروائی کرتی ہے تو یہ اس زمرہ میں نہیں آتا۔ کیونکہ اگر کسی کی غلطی ہے اور اُس کو اس کی وجہ سے سزا مل رہی ہے تو اس قسم کا جو عفو ہے وہ یہاں گناہ بن جاتا ہے۔ اگر کوئی اپنے معاملات میں دست درازی کرتا ہے، ظلم کا مرتکب ہوتا ہے تو حاکم یا قاضی سزا دیتا ہے جس طرح بچوں کو ماں باپ یا استاد سزا دیتے ہیں۔ یہ سزا کسی جرم میں کسی کو ملتی ہے تو اس لئے کہ اس نے شریعت کے حکم کی نافرمانی کی یا دوسروں کے حقوق تلف کئے۔ یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ بعض لوگ زیادتی بھی کرتے ہیں، شریعت کے قوانین کی پابندی بھی نہیں کرتے، دوسروں کے حقوق بھی غصب کرتے ہیں اور پھر نظام جماعت جب اُن پر تعزیر کرتا ہے تو میری یہ باتیں سن کر، پہلے بھی کئی دفعہ مَیں کہہ چکا ہوں، اس بارے میں پھر مجھے لکھنا شروع کر دیتے ہیں اور اب بھی شاید شروع کر دیں گے کہ آپ نے عفو اور درگزر پر خطبہ دیا ہے۔ ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا جائے، ہمیں بھی معاف کر دیا جائے۔ تو اس بارے میں پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ میری کسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ بعض مجھے گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط بھی لکھ دیتے ہیں ان کے لئے بھی کبھی میرے دل میں غصہ نہیں آیا، کبھی غصے کے جذبات پیدا نہیں ہوئے۔ ایسے لوگ عموماً اپنے نام نہیں لکھتے یا فرضی نام لکھتے ہیں۔ اگر وہ نام لکھ بھی دیں تو تب بھی مَیں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں ان پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی بے شک گالیاں دیں۔ ہاں ان پہ رحم ضرور آتا ہے اور مزید استغفار کا مجھے موقع مل جاتا ہے۔ میرے لئے تو یہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ سزا یا تعزیر تو دوسروں کے حقوق غصب کرنے یا شریعت کے حکم کی نافرمانی کرنے پر ملتی ہے اور بڑے دکھ سے یہ سزا دی جاتی ہے، کوئی خوشی سے سزا نہیں دی جاتی۔ جس دن میری ڈاک میں نظارت امور عامہ یا امراء ممالک کی طرف سے کسی کی تعزیر کی معافی کی سفارش ہوتی ہے، جو غلطی کی تھی اس کا مداوا ان لوگوں نے کر دیا ہوتا ہے تو اس دن سب سے زیادہ میری خوشی کا دن ہوتا ہے۔ پس جہاں میرے فرائض میرے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں وہاں مجھے مجبور نہ کریں۔ ہاں مَیں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ فریقین اپنے معاملات جب قضا میں لاتے ہیں اور قضا یا انتظامیہ واقعات کی روشنی میں ان کا فیصلہ کرتے ہیں اور ایک فریق پر ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ حقوق ادا کرے یا اس حد تک ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ اگر مالی معاملہ ہے تو اتنی رقم ادا کرو یا دوسری ذمہ داریاں ادا کرو تو جس فریق نے بھی رقم وصول کرنی ہو، جس نے حق لینا ہو وہ دوسرے فریق کے مالی حالات کی تنگی کی وجہ سے جو زیادہ سے زیادہ سہولت دے سکتا ہے اس کو دینی چاہئے وہاں پہ ضدّیں نہیں کرنی چاہئیں۔ یہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم ہے کہ بلاوجہ کسی انا میں پڑ کر ظلم نہیں کرنا چاہئے

بہرحال ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکرگزار ہونا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ ہم لوگ اس شخص کی اتباع کرنے والے ہیں جس کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ یہ سوچنے والی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود کو مسیح کہا گیا ہے تو کیوں کہا گیا۔ وہ کون سی چیز ہے جو مسیح کو دوسرے انبیاء سے ممتاز کرتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام باتیں، تمام خصوصیات، تمام صفات دوسرے تمام انبیاء سے زیادہ ہیں۔ ان کی معراج پر پہنچے ہوئے ہیں کیونکہ آپ کامل انسان اور آپ کی شریعت کامل اور مکمل شریعت

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہے۔لیکن آپ کے علاوہ جب ہم باقی انبیاء میں دیکھتے ہیں تو ہر نبی میں کوئی نہ کوئی بات ایسی ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔پس مسیح کی جو خاص امتیازی چیز ہے وہی مسیح موعود علیہ السلام کی مسیح سے تشبیہ کی ایک وجہ ہوسکتی ہے۔اس کی وضاحت جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے وہ بڑی دل کو لگنے والی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی خصوصیت وہ نرمی کی تعلیم ہے جو حضرت مسیح نے پیش کی اور بائبل تو یہاں تک کہتی ہے کہ ’’شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے۔اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔‘‘(انجیل متی باب 5 آیت 39 تا 41) پس بے شک تمام انبیاء نے نرمی کی تعلیم دی ہے لیکن حضرت مسیح نے اپنے زمانے کے حالات کو دیکھتے ہوئے نرمی پہ بہت زیادہ زور دیا ہے۔

پس یہ خاص تعلیم ہے جو حضرت مسیح لائے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام مسیح رکھا یا آپ کو مسیح سے تشبیہ دی تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو بھی خاص طور پر نرمی کی تعلیم دینے کا حکم دیا گیا ہے۔گو کہ آپ کا نام مسیح رکھنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ آپ عیسائیوں کی ہدایت کے لئے بھی آئے اور اس لحاظ سے مسیح کہلائے۔گو آپ دوسرے مذاہب کی طرف بھی آئے۔ ہندوؤں کی طرف مبعوث ہونے کہ وجہ سے آپ کا نام کرشن بھی رکھا گیا اور اسی طرح مسلمانوں اور تمام اقوام عالم کی طرف آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور نیابت میں آئے۔بہرحال مسیح کے نام پر زور ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی نرمی کی بہت تعلیم دی ہے اور سختی کو دور کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے سے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔‘‘

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

اگر ہم اس خصوصیت کو مدّنظر نہ رکھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔اگر ہم خود اس تعلیم پر عمل نہیں کرتے تو ہمیں دوسروں کو اس کی طرف بلانے کا کیا حق ہے۔پس ہمیں اپنی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ہمیں وہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے جس سے دنیا سمجھے کہ ہم نے اپنے جذبات پر پورا پورا قابو پالیا ہے۔

آئرلینڈ کی مسجد کے افتتاح پر بھی مَیں نے کہا تھا کہ جب ہم تبلیغ کریں گے تو لوگ پوچھیں گے کہ باقی مسلمانوں کے بارے میں تو تم کہتے ہو کہ انہوں نے مسیح موعود کو نہیں مانا،اس لئے ہدایت سے خالی ہیں۔تم نے تو مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہوا ہے تو تم نے اپنے نفسوں میں کیا انقلاب پیدا کیا ہے۔پس ہمارے نمونے ہماری تعلیم سے مطابقت رکھنے والے ہونے چاہئیں۔دوسرے مذاہب کو ماننے والے سارے تو اخلاق سے گری ہوئی حرکات نہیں کرتے۔سوچنا چاہئے کہ کیا سارے عیسائی یا سارے ہندو یا تمام دوسرے مذاہب کو ماننے والے یا نہ ماننے والے بھی لڑتے رہتے ہیں؟نہیں۔ان میں بھی بہت سارے صلح جُو ہیں اور انصاف پسند بھی ہیں۔اگر ہم میں سے بھی بعض صلح جُو اور بعض لڑاکے ہیں یا اخلاق سے گری ہوئی حرکات کرنے والے ہیں تو ہم میں اور دوسروں میں امتیاز کیا رہ گیا۔امتیاز تو تب ہوگا جب اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے جھگڑے فساد کی عادت ہم میں سے بالکل مٹ جائے گی یا کم از کم اتنی کم ہوجائے کہ کسی کو نظر نہ آئے۔اور ایسے فساد کرنے والے جو تھوڑے سے ہوں بھی تو اُن سے ہم پوری طرح کراہت کرنے والے ہوں۔بدی کو مٹانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ ’’اگر کسی بدی کو دیکھو اور طاقت ہو تو اسے ہاتھ سے ختم کردو۔اگر ہاتھ سے ختم نہ کرسکو تو زبان سے روکو۔اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا مناؤ۔‘‘(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان......حدیث نمبر 177)

پس احمدی معاشرے میں بھی غلط حرکات اور بد اخلاقی کو برا سمجھنے روکنے اور منانے کا احساس ہونا چاہئے یا ترتیب کے لحاظ سے روکنے اور سمجھانے اور اس کو ختم کرنے کا احساس پیدا ہونا چاہئے یا برا منانے کا احساس پیدا ہونا چاہئے اور جب سب کو یہ احساس ہو تو پھر چند ایک بھی اخلاق سے نہیں گرتے۔پھر ہر ایک اپنا معیار اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔کسی ظالم کا ہمیں ساتھ نہیں دینا چاہئے۔ہمیں وہ طریق اختیار کرنا چاہئے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے۔جس پر اس زمانے میں خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا ہے۔ہمیں عفو نرمی اور درگزر اور محبت سے کام لینا چاہئے۔اگر کسی کو ظلم کرتا دیکھیں تو سمجھیں کہ اس نے مظلوم پر حملہ نہیں کیا بلکہ ہم پر حملہ کیا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کیا ہے کیونکہ جس کام کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے اس نے اس کی تحقیر کی ہے۔پس ایسے حملہ آوروں کو روکنا ہمارا کام ہے۔ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکیں۔دل میں برا منائیں اور مظلوم کے ظالم سے بچنے کے لئے دعائیں کریں۔پس اگر ہم اخلاق سوز حرکتوں پر برا منائیں، ہمارا معاشرہ برا منائے تو خود بخود یہ ظلم اور یہ حرکتیں ہم میں سے ختم ہوجائیں گی۔لیکن دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ بعض دفعہ خاص طور پر عائلی معاملات میں ظلموں میں ماں باپ بہن بھائی شامل ہوجاتے ہیں اور پھر صرف یہی نہیں کہ یہ شامل ہوتے ہیں، دوستی کے نام پر بعض دوسرے بھی شامل ہوجاتے ہیں بجائے اس کے کہ سمجھائیں۔پس ہمیں معاشرے کی اصلاح کے لئے ان ظلموں میں شامل ہونے کی بجائے مظلوم پر حملے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ سمجھنا چاہئے۔اگر یہ ہوگا تو پھر دیکھیں ہمارا معاشرہ کس طرح ٹھیک ہوتا ہے اور ہمارے یہ رویے اور عمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

اللہ کرے کہ ہم عبادتوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کرنے والے اور قائم کروانے والے ہوں نہ کہ جھگڑوں اور فسادوں میں پڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدنام کرنے والے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی نفسانیت سے بچائے۔

آج بھی نماز جمعہ کے بعد مَیں ایک جنازہ حاضر پڑھاؤں گا جو مکرمہ آسیہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد عبدالرحمٰن صاحب مرحوم اِنر پارک (Inner Park) کا ہے۔یہ 3/اکتوبر 2014ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت احمد یار صاحب اور حضرت مہتاب بی بی صاحبہ آف لویری والے کی پوتی تھیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعاگو۔کثرت سے ذکر الٰہی اور صدقہ وخیرات کرنے والیں صابر اور شاکر تھیں۔چندہ جات میں باقاعدہ اور مالی قربانی کرنے والی نیک مخلص خاتون تھیں۔1978ء میں جب آپ کے خاوند کو مخالفین نے ایک جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا تو آپ نے بڑی بہادری اور صبر سے یہ عرصہ گزارا۔مرحومہ موصیہ تھیں اور وصیت کرنے کے ساتھ ہی اپنے حصہ جائیداد کی ادائیگی بھی کردی تھی۔ان کے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ان کے ایک بیٹے اشتیاق احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں جو آجکل پاکستان میں ہیں اور دوسرے اعجاز الرحمٰن۔ یہ یہاں حفاظت خاص کے عملے میں شامل ہیں۔آپ ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کی پھوپھی بھی تھیں۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد مَیں باہر جاکر نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔احباب یہیں مسجد میں صفیں درست کرلیں۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby(Member of Family Law Pana & David Wilson.
Head Office:1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Brancht64 Kenley Road- Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

جماعت احمدیہ بیلجیم کے بائیسویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(میاں اعجاز احمد افسر جلسہ سالانہ بیلجیم)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بیلجیم کو امسال 8، 9، 10 اگست کو اپنا 22واں جلسہ سالانہ بمقام Deurne (انٹورپن ریجن) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی جو کہ بیلجیم کے مرکزی مشن ہاؤس برسلز سے 45 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

ابتدائی تیاری

چند ماہ قبل سے ہی جلسہ سالانہ کی تیاری شروع کر دی گئی تھی۔ جبکہ 6/اگست کو برسلز مشن ہاؤس سے جلسہ گاہ انٹورپن میں سارا سامان شفٹ کر دیا گیا۔ 7/اگست کو مکرم عبدالباسط بھٹی صاحب نے مردانہ و زنانہ جلسہ گاہ کی تزئین کے لئے اپنی ٹیم کے ساتھ اور احباب جماعت کے وقارِ عمل کے ذریعہ بہت محنت سے کام کیا اور سٹیج کو پھولوں اور پردوں کے ذریعہ جبکہ باقی جلسہ گاہ کو بینرز کے ذریعہ مزیّن کر دیا گیا۔

رجسٹریشن و معائنہ

جلسہ سالانہ کا آغاز اللہ کے فضل سے مؤرخہ 8 اگست بروز جمعہ کو رجسٹریشن سے ہوا۔ نماز جمعہ سے قبل امیر جماعت بیلجیم مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب افسر رابطہ نے افسر جلسہ سالانہ (خاکسار) میاں اعجاز احمد، افسر خدمت خلق محمد اسماعیل خان صاحب اور افسر جلسہ گاہ مکرم احسان سکندر صاحب کے ہمراہ جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کیا۔

مرکزی مہمان خصوصی مکرم محمد طاہر ندیم صاحب نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔

پرچم کشائی و افتتاحی سیشن

قریباً چار بجے لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب منعقد ہوئی، مہمان خصوصی مکرم طاہر ندیم صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ نیشنل امیر مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب نے لوائے بیلجیم لہرایا۔ پہلے اجلاس کی صدارت نیشنل امیر بیلجیم مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب کے افتتاحی خطاب کے علاوہ پہلے اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم منور احمد راجپوت بھٹی صاحب صدر انصاراللہ بیلجیم نے ''زندہ خدا کے زندہ ثبوت'' کے موضوع پر کی اور دوسری تقریر مکرم محمد ظفراللہ سلام صاحب مربی سلسلہ بیلجیم نے ''صحابہ رسول کا ذوق عبادت'' کے موضوع پر کی۔

کھانے کے بعد نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔

عرب نومبائعین کے ساتھ میٹنگ

پہلے روز نماز مغرب و عشاء کے بعد ایک خصوصی میٹنگ عرب مہمانوں کے ساتھ ہوئی جس میں ہمارے نومبائعین اور دیگر مہمانوں نے شمولیت کی۔ یہ میٹنگ مکرم طاہر ندیم صاحب کی زیر صدارت ہوئی۔ آپ کے ہمراہ نیشنل امیر بیلجیم مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب اور مبلغ انچارج مکرم حافظ احسان سکندر صاحب بھی پینل میں شامل تھے۔

جلسہ کا دوسرا روز

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو مکرم توصیف احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد درس ہوا۔ پھر ناشتہ دیا گیا۔

آج پہلے اجلاس کی صدارت مکرم شیخ عطاء ربّی صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم منیر احمد بھٹی صاحب نے ''خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے'' کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم این۔ اے شمیم صاحب نے ''علم و عرفان میں ترقی، ایک احمدی کا فرض'' کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر مکرم حسیب احمد صاحب مربی سلسلہ نے ''خلیفہ کی اہمیت و مقام اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر کی۔ کھانے کے وقفہ کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

آج دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم سیّد حامد محمود شاہ صاحب سابق نیشنل امیر بیلجیم نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم انور حسین صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے ''دعوت الی اللہ ایک احمدی کی زندگی میں'' کے موضوع پر تقریر کی۔

مجلس سوال و جواب

مہمان خصوصی مکرم محمد طاہر ندیم صاحب کے ساتھ احباب جماعت کی ایک مجلس سوال و جواب بھی آج منعقد ہوئی جو تمام حاضرین جلسہ کے لئے بہت فائدہ مند رہی۔

تبلیغ میٹنگ

اس کے علاوہ تبلیغی ٹینٹ میں ایک تبلیغی میٹنگ ہوئی جو فلیمش، فرنچ، انگلش اور عربی زبان میں ہوئی۔ اس میں 85 مہمان شامل ہوئے۔ یہ میٹنگ مکرم طاہر ندیم صاحب کی زیر صدارت ہوئی۔ آپ کے ہمراہ نیشنل امیر بیلجیم مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب اور مشنری انچارج مکرم حافظ احسان سکندر صاحب اور Broeck den van Adnan صاحب پینل میں شامل تھے۔

طعام اور نماز مغرب اور عشاء کے بعد جلسہ کا دوسرا دن خیریت سے اختتام کو پہنچا۔

جلسہ کا تیسرا روز

جلسہ کے تیسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو مکرم حسیب احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد نماز فجر اور درس ہوا۔

آج کے پہلے اجلاس کی صدارت مکرم عبدالحمید Velden der Van صاحب نائب امیر ہالینڈ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم عبدالناصر صاحب نے ''حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول'' کے موضوع پر فرنچ زبان میں کی۔ دوسری تقریر خاکسار میاں اعجاز احمد نے ''اسلام کی ترقی میں مساجد کا کردار'' کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ بیلجیم نے ''نماز باجماعت کا قیام'' کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد طعام اور نمازوں کا وقفہ ہوا۔

اختتامی اجلاس

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے فوراً بعد جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی مہمان خصوصی مکرم طاہر ندیم صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور منظوم کلام کے بعد مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ بیلجیم نے ''امن عالم اور جماعت احمدیہ کی کوششیں'' کے موضوع پر ڈچ زبان میں تقریر کی۔

اختتامی اجلاس میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے مہمانوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے خیالات اور تاثرات کا اظہار بھی کیا اور جماعت کی پُر امن تعلیم کی تعریف کی۔ آخر میں مہمان خصوصی نے اختتامی تقریر کی۔ جس کے بعد نیشنل امیر بیلجیم مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب نے اختتامی کلمات کہے۔ جلسہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جو مہمان خصوصی مکرم طاہر ندیم صاحب نے کروائی۔

سمعی و بصری

افراد جماعت کی بھرپور تربیت اور علمی معیار بڑھانا اس جلسہ کی اصل غرض تھی جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ جن مختلف علمی اور تربیتی موضوعات پر تقاریر کی گئیں اُن کا ترجمہ بیلجیم میں بولی جانے والی دو بڑی زبانوں کے علاوہ یہاں کی لوکل زبان ''فلیمش'' میں بھی کروایا گیا۔ تراجم کے کام کے لئے ایک الگ ٹیم تیار کی گئی۔ مکرم طلحہ فضل صاحب فرنچ اور مکرم مبشر احمد ہاشمی صاحب فلیمش زبان میں ترجمہ کے انچارج تھے۔ ان زبانوں میں مہارت رکھنے والے جن مختلف احباب سے خدمت لی گئی ان میں مکرم توصیف احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم حافظ احسان سکندر صاحب اور مکرم محمد اسماعیل خان فاروق صاحب بھی شامل ہیں۔

جلسہ سالانہ کے کمپیوٹر سے متعلقہ کام کی ذمہ داری مکرم احسان اللہ ظفر صاحب نے ادا کی۔ شعبہ سمعی بصری نے نیشنل سیکرٹری سمعی بصری مکرم عبدالوحید آرائیں کے زیر انتظام بہت محنت سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ ریکارڈنگ کے لئے ایم ٹی اے ہالینڈ کی ٹیم بھی اپنے انچارج مکرم حامد قریشی صاحب کے ہمراہ جلسہ میں شامل ہوئی۔ جلسہ کے دوران آنے والے مہمانوں کو بروقت ٹرانسمیٹر مہیا کرنا، ترجمہ کی آواز ان تک پہنچانا، ترجمہ کرنے والے احباب تک ترجمہ کا تکنیکی سامان پہنچانا اور ان کی نگرانی کرنا ایک بہت بڑا کام انہوں نے احسن رنگ میں سرانجام دیا۔

بک سٹال و تصویری نمائش

جلسہ سالانہ کے دوران تینوں روز بک سٹال لگایا گیا اور ایک تصویری نمائش کا انتظام بھی کیا گیا جس میں مہمانوں نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔

حاضری

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ بیلجیم میں کُل 1342/افراد نے شمولیت کی اور کُل 8 ممالک کی نمائندگی ہوئی۔ فالحمدللہ علی ذالک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لئے مددگار بنو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ہمارے باپ دادا جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے تھے اور ہم نے ان کی اس نیکی کا فیض پایا، یہ ہم سے کچھ مطالبہ کر رہا ہے یا یہ مقاصد ہم سے کچھ مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہم ان مقاصد کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ ہمیں ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔ ہم نے بھی ان کے نتائج کے حصول کی کوشش کرنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو جو باتیں دنیا میں پیدا کرنے آئے ہم نے بھی اُن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہم نے بھی مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لئے مددگار بننا ہے۔ جب ہم نے منادی کی آواز کو سنا اور ایمان لائے تو اب ہم بھی یہ اعلان کرتے ہیں اور ہمیں یہ اعلان کرنا چاہئے کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہ ہم اپنی حالتوں میں یہ تبدیلیاں پیدا کریں گے اور اس پیغام کو پھیلائیں گے اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔''

(خطبہ جمعہ 22 نومبر 2013ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 13 دسمبر 2013ء)

مجلس انصاراللہ فن لینڈ کی پہلی (آن لائن) علمی ریلی

رپورٹ: مدثر احمد نقاش۔ نیشنل صدر مجلس انصاراللہ فن لینڈ

بتاریخ 2 مئی 2014ء بروز جمعۃ المبارک مجلس انصاراللہ فن لینڈ کی پہلی علمی ریلی کا انعقاد ہوا جس میں انٹرنیٹ گروپ ویڈیو کال کے ذریعے فن لینڈ کے پانچ مختلف شہروں (Helsinki, Pori, Tampere, Mikkeli and Rovaniemi) سے 38/ انصار و دیگر جماعتی مہمانوں کی شرکت کے علاوہ مہمانِ خصوصی (سویڈن کے مبلغ انچارج مکرم آغا یحییٰ خان صاحب) اور جماعت احمدیہ فن لینڈ کے نیشنل صدر مکرم حافظ عطاالغالب صاحب و نائب صدر مکرم احمد فاروق قریشی صاحب نے بھی شرکت کی۔

مذکورہ دن کا آغاز تمام انصار نے اپنے اپنے گھروں میں نماز تہجد سے کیا، آن لائن پروگرام کے لیے خاکسار کے زیر نگرانی کنٹرول روم Mikkeli شہر میں بنایا گیا جہاں سے نماز جمعہ کے بعد پونے پانچ بجے شام کو تمام سینٹرز سے آن لائن کال کی آڈیو اور ویڈیو کوالٹی چیک کرنے کے بعد 5 بجے باقاعدہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے قبل شمالی فن لینڈ کے ایک دور دراز شہر Rovaniemi سے مکرم عبداللہ خان صاحب نے تلاوتِ قرآن کریم کی۔ اس کے بعد خاکسار کے ہمراہ سب نے کھڑے ہو کر انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ بعد ازاں جنوب مغرب میں واقع شہر Pori سے مکرم حبیب اللہ غالب صاحب نے منظوم کلام ترنّم سے پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے مختلف امور بیان کرنے کے علاوہ مہمانانِ کرام کا مختصر تعارف کروایا۔ اس کے بعد علمی مقابلہ جات (تلاوت قرآن کریم، نظم، اذان اور تقریر) منعقد ہوئے جن کے منصف مکرم آغا یحییٰ خان صاحب اور مکرم حافظ عطاء الغالب صاحب تھے۔ اس کے بعد مکرم آغا یحییٰ صاحب نے انصار کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور پھر اختتامی دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ مجلس انصاراللہ فن لینڈ کو مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور جماعت کا قدم فن لینڈ میں ہمیشہ آگے سے آگے بڑھتا رہے۔ آمین ثم آمین

بقیہ: رپورٹ دورۂ آئرلینڈ از صفحہ 20

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
درحقیقت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ہمدردیٔ خلق کا یہ معیار تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کئی کئی راتیں سونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے سوز و گداز کے ساتھ دعائیں کرتے گزاردیتے کہ 'اے اللہ! دنیا نے تجھے بھلا دیا ہے اور اس کا قدم تباہی کی طرف ہے۔ اس لئے انہیں صراط مستقیم پر چلا تا کہ انہیں بچایا جاسکے۔' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کی اس کیفیت کا ذکر قرآن کریم میں بھی ملتا ہے۔ دو مقامات پر آیا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت تکلیف محسوس کرتے صرف اس وجہ سے کہ انسان خدا سے دور ہورہا تھا اور اپنی ہلاکت اور تباہی کی طرف جا رہا تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دُکھ اور غم کی حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'کیا تو اس غم کی وجہ سے اپنی جان ہلاک کرلے گا کہ لوگ تیرے پیغام پر کان نہیں دھرتے؟'

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ وہ بے نظیر معیار تھا جس پر انسانیت کی خاطر یہ غمزدہ شخص قائم تھا جس کا ذرہ ذرہ محبت اور درد میں ڈوبا ہوا تھا۔ پس کیا یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے یا یہ سوچا جاسکتا ہے کہ ایسا شخص جو بنی نوع انسان کو اللہ کے غضب سے بچانے کیلئے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے والا ہو وہ ظلم اور ناانصافی کی تعلیم دے؟ نہیں! ہرگز نہیں!

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت کی خاطر فکرمند اور غمگین ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے حقیقی پیامبر تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار بنی نوع انسان کو امن اور آشتی کی طرف بلایا ہے۔ پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حقیقی پیامبر ہونے کے ناطے سخت مضطرب اور بے چین ہوجاتے کہ بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کے پیغام کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو امن کی طرف بلاتا ہے تو اسی لئے بلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی دنیا کے ہر شخص کیلئے امن چاہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی امن کے قیام کی یہ خواہش ہی ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا میں اپنے پیامبر بھیجتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی تھے اور ہمارے عقیدہ کے مطابق خاتم النبیین تھے جن کے ذریعہ شریعت کامل کردی گئی۔ جب یہ شریعت کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کیلئے چاہتا ہے کہ وہ امن اور فلاح سے رہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقِ خدا کو امن، سکون اور فلاح کے سوا کسی اور طرف بلائیں؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام فرائض ادا کئے اور دنیا کو احسن ترین رنگ میں امن کی طرف بلایا اور نعوذ باللہ کبھی بھی کسی قسم کے ظلم اور فساد پر نہیں اکسایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ہر قسم کی شدت پسندی، نفرت اور فساد کی بھرپور مذمت کی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
مثال کے طور پر مدینہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاکم مقرر ہوئے اور آپؐ کی حکومت قائم ہوئی تو بعض غیرمسلم معاشرہ کو زہرآلود کرنا چاہتے تھے اور معاشرہ میں بدامنی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ان کی اس بدنیتی کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نہایت پیار اور شفقت کا سلوک فرمایا۔ جو بھی ابتدائی اسلامی تاریخ کا منصفانہ انداز میں مطالعہ کرے وہ دیکھے گا کہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمی امن اور تحفظ کو یقینی بنانے اور ہر قسم کی بدامنی، تعصب اور ناانصافی کے خاتمہ کی ہر ممکن کوشش کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
ایک اور نکتہ جو مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور یہ وہ چیز ہے جو کہ قرآنِ کریم کی پہلی سورۃ میں بیان ہوئی ہے۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جو تمام جہانوں کی پرورش اور نشوونما کرتا ہے اور جو انسانیت کی ہر مادی و روحانی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو تمام مخلوقات کا خالق ہے اور جس نے تمام حقیقی مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ ہر ممکن حد تک وہ خدا تعالیٰ کی صفات اپناتے ہوئے اس کا قرب اور پیار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور خدا کی صفات میں 'سلام' اور 'مومن' بھی شامل ہیں۔ یعنی وہ ایسی ذات ہے جو ہر ایک کو امن اور تحفظ فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے اور یہ بھی خدا کی ایک صفت ہے۔ چنانچہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی صفات اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہے تو حقیقی مومن جو خدا پر یقین رکھتا ہو اور اس کی صفات حاصل کرنے کی سعی کرتا ہو، کیسے ممکن ہے کہ وہ غیر منصف یا ظالم ہو؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: پس وہ اسلام جس پر مَیں ایمان لایا ہوں اور جس کی میں پیروی کرتا ہوں وہ نہ تو ظالم ہے اور نہ انتقام لینے پر یقین رکھتا ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کے ظلم اور فساد اور ناانصافی کی تلقین کرتا ہے۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت اور ظلم پھیلانے کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چشمۂ رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا جو ہمیشہ انسانیت کے لئے ابدی اور عالمگیر محبت لئے ہوئے جاری ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
آخری زمانہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو دیکھا جائے کہ یہ کس انداز میں پوری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور بھی واضح ہوجاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلم دنیا روحانی انحطاط اور تاریکی کا شکار ہوجائے گی۔ جب اسلامی تعلیمات آلودہ ہوجائیں گی اور مسلمانوں کی ایک بھاری اکثریت کلیۃً گمراہ ہوچکی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب مسلمانوں کی اکثریت بالکل اخلاق کھو بیٹھے گی اور ان میں انصاف، امن اور رحم نام کا شائبہ بھی نہ رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگرچہ قرآنِ کریم اپنی ظاہری حالت میں محفوظ رہے گا تاہم مسلمان اس کی تعلیمات پر عمل نہیں کریں گے۔ مسلمان علماء یا مولوی صرف نام کے علماء ہوں گے اور ان کے عمل اسلام کی حقیقی تعلیمات سے منافی ہوں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تمام پیشگوئی بیان فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجے گا تا کہ اسلام کی اصل تعلیمات کو ازسرِ نو زندہ کیا جائے اور اس وقت موجودہ روحانی انحطاط کو ختم کیا جائے۔ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآنِ کریم کی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دنیا میں اسلام کی تعلیمات دوبارہ سے نافذ کرنے کے لئے بھیجا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
میرے ایمان کے مطابق جس مسیحِ موعود کی پیشگوئی فرمائی گئی تھی، وہ آچکا ہے۔ اس لئے مَیں اور تمام احمدی مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے بانی حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مسیحِ موعود اور مہدی ہیں، جو امن اور محبت پر مبنی اسلام کی حقیقی تعلیمات دنیا کے ہر کونے میں پھیلانے کے لئے تشریف لائے۔ آپ دنیا کو اسلام کی حقیقی خوبصورتی بتانے کے لئے تشریف لائے۔ آپ ہر قسم کے ظلم وستم اور جارحیت کے خلاف جہاد کرنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ انسانیت کو ایک دوسرے کے جائز حقوق ادا کرنے کی تعلیم دینے کے لئے تشریف لائے۔ آپ محبت اور شفقت کا پرچار کرنے کے لئے اور دنیا میں جنت نظیر امن قائم کرنے اور دنیا میں اتحاد اور باہمی بھائی چارہ کے قیام کے لئے تشریف لائے۔ یہی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام تھا اور یہی آپ کا مشن تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہی وہ خاص پیغام ہے جو احمدیہ مسلم جماعت دنیا کے ہر کونے اور ہر علاقہ میں پھیلانے کی کوشش کررہی ہے۔ پس یہ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، چاہے وہ دنیا کے کسی بھی علاقہ میں رہائش پذیر ہو کہ اس امن پسند پیغام کو بڑے شدّ و مد سے پھیلائے اور اس کا پرچار کرے۔ یہی وہ پیغام ہے جو دنیا بھر میں ہر احمدی مسجد سے نکلتا ہے۔ ہماری مساجد امن اور ہم آہنگی کے مراکز ہیں، جہاں انسانیت کو محبت اور پیار سے متحد کرنے والے اکٹھے ہوتے ہیں تا کہ باہمی ہم آہنگی پیدا کی جائے، عبادت کی جائے اور تمام انسانیت کے امن، تحفظ اور فلاح کے لئے دعا کی جائے۔ ہماری مساجد ان لوگوں سے پُر ہیں جو صرف امن کا نام ہی نہیں لیتے بلکہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ دنیا کے ہر شخص کے لئے امن اور تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
انسانی فلاح و بہبود، امن اور حقیقی انصاف کو تقویت دینے کیلئے ہم نے معاشرے کی ہر سطح پر جو کوششیں کی ہیں ان پر ہماری تاریخ گواہ ہے۔ ہماری آئرلینڈ کی یہ مسجد بھی اسی مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اس کا نام مسجد مریم رکھا گیا ہے۔ مریم یا جسے آپ Mary کہتے ہیں مسلمانوں میں بھی اتنی ہی عزت سے جانی جاتی ہیں جتنی کہ عیسائیت میں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے مریم کا بارہا ذکر فرمایا ہے اور ان کے اعلیٰ ترین مقام کا ذکر کیا ہے۔ یقیناً حضرت مریم علیہا السلام نیک اور پاکباز خاتون تھیں جنہیں اسلام میں اس حد تک عزت دی گئی ہے کہ قرآنِ کریم میں آتا ہے کہ ہر حقیقی مسلمان مریم کی مانند ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے اللہ تعالیٰ سے بہت پیارا تعلق قائم کیا تھا اور آپ نے اپنی نیکی اور عفت کی ہر آن حفاظت کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے خاص محبت کا تعلق قائم کیا کہ اللہ تعالیٰ براہِ راست حضرت مریم علیہا السلام سے ہمکلام ہوا اور خود اس کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ حضرت مریم علیہا السلام خدا تعالیٰ کے تمام صحف پر ایمان رکھتی تھیں، پاکباز تھیں اور آپؑ نے خدا تعالیٰ کی اطاعت میں ایک خاص مقام حاصل کیا تھا۔ حضرت مریم علیہا السلام یقیناً تمام سچے مومنین کے لئے ایک مثال ہیں۔ آپ علیہا السلام کا اعلیٰ مقام اس بات سے بھی واضح ہے کہ قرآنِ کریم کہتا ہے کہ حقیقی مسلمان مریمی صفات کے حامل ہونے چاہئیں۔ اگر وہ اس جیسے ہوں گے تو یقیناً وہ کسی کو نقصان اور تکلیف دینے والے نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہر احمدی مسلمان اپنے اندر مریم جیسی پاکیزگی، پرہیزگاری اور پاکبازی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس دیکھیں کہ قرآنِ کریم نے مومنین کے لئے انتہائی خوبصورت مثال بیان فرمائی ہے۔ اگر مسلمان اس معیار پر پورا اتریں تو وہ کبھی دوسروں کو تکلیف دینے والے اور بدامنی کا باعث نہ بنیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
اب یہ مسجد بن چکی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ کس طرح یہ روشن تعلیم جو میں نے بیان کی ہے اس مسجد سے ہر سُو پھیلے گی۔ یقیناً یہی وہ تعلیم ہے جو دنیا بھر میں ہزاروں احمدی مساجد کے ذریعے پھیل رہی ہے۔ حال ہی میں ایک

افریقن شہر میں ایسی ہی ایک احمدیہ مسجد قائم ہوئی ہے۔ اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر ایک عیسائی چیف بھی شامل ہوا، جو کہ اس سے پہلے جماعت سے واقف نہ تھا۔ جب وہ آیا تو اس نے بتایا کہ میں کسی احمدی سے جاری تعلق یا جماعت سے تعلق کی بنا پر اس تقریب میں شامل نہیں ہوا بلکہ جب میں نے اس تقریب کا دعوت نامہ دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ ایک مسلمان جماعت مسجد کے افتتاح کے لئے کسی عیسائی کو بلا رہی ہے؟ چنانچہ اسی حیرانگی کو دُور کرنے

باتیں سننے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ آپ پر فضل کرے۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب نو بجکر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اس کے بعد سبھی مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ

کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دنیا میں امن اور محبت کا پیغام پھیلانے کی آپ کی تمنا بھی قابلِ ستائش ہے۔ میں آئندہ بھی آپ کی جماعت کی تقریبات میں شامل ہوتا رہوں گا۔

☆......ایک مہمان جو کہ اپنے علاقہ کے کونسلر بھی ہیں انہوں نے کہا:

یہاں آنے سے پہلے مَیں سمجھتا تھا کہ سارے مسلمان ایک ہی طرح کے ہیں۔ بالکل ایسے جس طرح

اہم موقع تھا۔

موصوف نے کہا: میں جماعت احمدیہ کو گزشتہ تقریباً گیارہ سال سے جانتا ہوں۔ یہ جماعت انٹرفیتھ پروگرامز انعقاد کرتی ہے۔ پھر اس مسجد کا جو نام ’مریم‘ رکھا ہے یہ بھی اسلام اور عیسائیت کے درمیان ایک تعلق استوار کرتا ہے۔

☆......ڈپٹی سپیکر نیشنل پارلیمنٹ ’مائیکل پی کِٹ‘ (Michael P. Kitt) نے کہا:

کے لئے مَیں اس تقریب میں شامل ہوا ہوں کہ خود جا کر دیکھوں کہ یہ کس قسم کا اسلام ہے، جس میں ایک مسلمان جماعت نے عیسائی کو اپنی مسجد کے افتتاح کے موقع پر دعوت دی ہے۔ اس نے کہا کہ جب میں یہاں پہنچا تو یہ دیکھ کر میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ معاشرے کے ہر سطح سے تعلق رکھنے والے اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد اس تقریب میں مدعو ہیں۔ اس چیف نے اپنی تقریر میں کہا کہ سب کو ساتھ لے کر چلنے کی اس روح نے یہ ظاہر کیا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت نے نہ صرف اس علاقہ کو نئی مسجد دی ہے بلکہ اس علاقہ کو ایک نئی زندگی دی ہے اور مقامی افراد کو باہم مل جل کر ہم آہنگی اور باہمی محبت سے رہنے کے نئے طریق بتائے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

چنانچہ آج اس مسجد، جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ریپبلک آف آئرلینڈ کی پہلی احمدیہ مسجد ہے، کا ہماری تمام مساجد کی طرح انہی اقدار اور مقاصد پر بنا رکھتے ہوئے افتتاح کیا جارہا ہے۔ یہ حقیقی اسلامی تعلیمات اجاگر کرنے کا ذریعہ ہوگی۔

جہاں ایک طرف ہم تمام دنیا میں اپنی مساجد میں خدا کا نام لیتے ہیں اور دوسروں کو پُرامن طریق پر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ خدائے واحد کے سامنے سرنگوں ہوں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں، وہاں ہم جیسے اور جہاں بھی ممکن ہو انسانیت کی خدمت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

آپ سب انشاء اللہ دیکھیں گے کہ یہ مسجد بھی انہی اقدار کی حامل ہوگی۔ آپ مشاہدہ کریں گے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے افراد کی یہ دلی خواہش ہے کہ تمام افراد چاہے ان کے اعتقادات کچھ بھی ہوں، یا وہ کلیۃً مذہب سے دور ہوں، امن سے رہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ احمدی مسلمان معاشرے کے ہر فرد کے لئے پیار، محبت اور ہمدردی کے سچے جذبات رکھتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا: ان الفاظ کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کو اس تقریب میں شامل ہونے اور میری

بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا تناول کیا۔ کھانے کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت مہمانوں سے ملنے کیلئے باری باری ہر ٹیبل پر تشریف لے گئے اور مہمانوں سے گفتگو فرمائی اور شرفِ مصافحہ سے نوازا۔

اس موقع پر بعض مہمانوں نے درخواست کر کے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

یہ پروگرام ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

....

تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا ہر آنے والے مہمان پر گہرا اثر ہوا اور بعض مہمان اپنے تاثرات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

☆......ڈپٹی میئر آف گالوے کاؤنٹی Mr Nian Byrne نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

اس عظیم الشان موقع پر میں جماعت احمدیہ کے تمام احباب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مسجد مریم آپ کی جماعت کیلئے ایک تحفہ ہے۔ مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک جگہ جمع ہوتے دیکھنا نہایت خوشی کی بات ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ آئرلینڈ اور بالخصوص گالوے شہر اسلام احمدیت کو خوش آمدید کہتا ہے۔

ہم آپ لوگوں کی زبردست مہمان نوازی پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

☆......گالوے کاؤنٹی کے ایک کونسلر Tom Healy نے کہا:

اس عظیم الشان مسجد کے افتتاح پر میں احمدیہ مسلم جماعت کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ کرے آپ کا پیغام ساری دنیا میں گونجے اور آپ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی سفیر بنیں۔

☆......ایک مہمان سینٹر Mr Michael Mullins نے کہا:

مَیں آپ کی جماعت کو ایک خوبصورت مسجد تعمیر

میڈیا میں نظر آتا ہے کہ مسلمان دہشتگردی کر رہے ہیں اور ظلم کر رہے ہیں۔ لیکن خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر میں بہت متاثر ہوا۔ بالخصوص خلیفۃ المسیح کے امن کے پیغام ’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘ سے میں بیحد متاثر ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ اُس پر عمل بھی کرتی ہے جس کی وہ تبلیغ کرتے ہیں۔ اور اس دنیا کو آجکل اس پیغام کی سخت ضرورت ہے۔ دنیا کو یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ اسلام میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو صرف اور صرف محبت کا پیغام پھیلاتی ہے۔

☆......تقریب میں شامل ایک آئرش مہمان نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

خلیفہ کا خطاب افکار سے پُر تھا۔ جب حضرت مرزا مسرور احمد صاحب پارلیمنٹ گئے تھے اس وقت بھی میری اُن سے ملاقات ہوئی اور اب اس تقریب میں بھی میں نے خلیفہ کو سنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خلیفہ کا گالوے میں ایک اہم موقع پر تشریف لانا گالوے کیلئے نہایت اعزاز کی بات ہے۔

☆......ایک خاتون کونسلر نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میرے خیال میں اس تقریب میں موجود ہر شخص قدرے tense تھا۔ لیکن جب خلیفۃ المسیح نے اپنے خطاب میں بھی اس بات کا ذکر کردیا کہ یہاں پر موجود بعض لوگ اسلام کے متعلق خوف و خدشات رکھتے ہوں گے۔ جونہی خلیفہ نے اس بات کا اظہار کیا تو ہر ایک مطمئن سا ہوگیا۔ اور میں خلیفہ کے اس شاندار خطاب کو بہت سراہتی ہوں۔

☆......ایک مہمان صحافی جو کہ اخبار Galway Advertizer کیلئے کام کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا:

خلیفۃ المسیح کی تقریر بہت شاندار تھی اور انسان کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ تقریر میں انہوں اسلام احمدیہ کی وضاحت کی اور بتایا کہ بعض شدت پسندوں نے اس کو بگاڑ دیا ہے۔ خلیفہ نے بہت عمدہ رنگ میں ثابت کیا ہے کہ اسلام امن، محبت اور برداشت کا مذہب ہے۔ مجھے خلیفہ کی مدلل اور واضح تقریر سن کر بہت اچھا لگا۔ اس کے علاوہ خلیفۃ المسیح سے آمنے سامنے ملاقات کرنا بھی میرے لئے بہت

آج کی یہ تقریب بہت خوبصورت تھی۔ خلیفۃ المسیح کا محبت اور امن کے بارے میں خطاب میرے لئے بہت حوصلہ افزا ہے۔ خلیفہ کے خطاب سے پتہ چلتا ہے کہ محبت کے پیغام میں کتنی طاقت ہے۔

☆......پھر مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے والے ایک مہمان نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

مسجد کے افتتاح کی اس تقریب میں شمولیت کر کے میں بہت خوش ہوں اور آپ کے محبت اور امن کے پیغام سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں اس پیغام کو اپنے دیگر احباب تک بھی پہنچاؤں گا۔

☆......ایک مہمان ’ڈرڈری مک کینا‘ (Deirdre McKenna) نے کہا:

مختلف بیک گراؤنڈز سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک جگہ متحد دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ کرے کہ آج کی یہ تقریب ہمارے معاشرے میں کشادہ دلی کی روایت کا آغاز کرنے والی ثابت ہو اور آئرلینڈ کے تمام لوگ اس کا حصہ بن جائیں تا کہ ہم باہم مثبت تعلقات استوار کرتے ہوئے زندگی گزارنا سیکھیں اور آئرلینڈ میں ایک بہترین مستقبل کی بنیاد پڑے۔

☆......ایک مہمان ’مارتھا‘ (Martha) صاحب نے کہا:

میں آپ لوگوں کا ایک ایسی تقریب میں مدعو کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں جو ذہن کو جلا بخشنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آجکل لوگ بہت خوفزدہ ہیں۔ مگر اس

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

تقریب نے ہم سب کو مذہبی برداشت کا درس دیا ہے۔ خلیفہ نے ہمیں اسلام اور قرآن کی محبت اور امن کی تعلیمات سے آگاہ کیا جو ہم سب کیلئے بہت اطمینان بخش تھا۔ آج کی اس تقریب سے ہم نے بہت کچھ سیکھا۔

☆......**ایک مہمان Jenny McClean (جینی مکلین) نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

میں آج شام کی اس تقریب سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت زبردست تھا جس میں انہوں نے بعض بہت ہی اہم امور کا ذکر فرمایا۔ وہاں موجود ہر شخص خلیفۃ المسیح کے خطاب سے بہت متاثر دکھائی دیا۔ یہ بھی بہت اہم بات تھی کہ خلیفہ نے اپنے خطاب میں مسلمان دنیا میں موجود تضادات کا بھی ذکر کیا۔

☆......**گالوے سٹی ایسٹ کے کونسلر Mr. Terry O'Flaherty نے کہا:**

خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت عظیم الشان اور متاثر کن تھا۔ 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' کا پیغام آج کل کے مخدوش حالات کی عین ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا: میں جماعت احمدیہ گالوے اور ساری دنیا میں موجود احمدیوں کے روشن مستقبل کا خواہاں ہوں۔

☆......**ایک مہمان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

خلیفۃ المسیح کے امن اور محبت کے پیغام سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ اس پیغام کے ذریعہ مجھے اسلام کی خوبیوں کا پتہ چلا اور اسلام کے بارے میں میرے خدشات دور ہوئے۔

☆......**ایک مہمان نے کہا:**

اس زبردست تقریب میں مدعو کرنے کیلئے میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت کھرا، خلوص اور روحانیت سے بھرا ہوا اور علمی تھا۔ کاش کہ زیادہ لوگ خلیفۃ المسیح کا خطاب سن پاتے۔

☆......**ایک مہمان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

یہ ذہنوں کو جلا بخشنے والی شام تھی۔ آج میں نے آپ کے مذہب 'اسلام' کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ پہلے مجھے اسلام کے بارے میں اس قدر معلومات نہیں تھیں لیکن آج یہاں آکر مجھے اسلام کی حقیقی تعلیمات کا پتہ چلا۔ آپ سب کا شکریہ۔

☆......**ایک مہمان خاتون نے کہا:**

اس عظیم الشان تقریب میں دعوت کیلئے آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب حکمت سے پُر اور دل کو چھونے والا تھا۔ میرے لئے ایسی تقریب میں شامل ہونا جس میں خلیفۃ المسیح موجود ہوں فخر کا مقام ہے۔

☆......**ایک اور مہمان خاتون نے کہا:**

خلیفۃ المسیح نے اپنے خطاب میں جو امن کا پیغام دیا ہے اور جہاد کی وضاحت کی ہے اس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ اسی طرح مجھے اس مسجد کا نام بھی بہت اچھا لگا۔ اس مسجد کا نام ہی معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ دے رہا ہے۔ یہاں آکر اسلام کے متعلق مجھے ایک نئی قسم کی آگاہی حاصل ہوئی۔

موصوفہ نے کہا: اس جماعت پر مظالم کا سن کر مجھے بہت دُکھ ہوا ہے۔

☆......**ایک مہمان نے کہا:**

یہ تقریب نہایت دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ خلیفہ کا خطاب بہت شاندار تھا۔ اُن کا بیان نہایت واضح اور بناوٹ سے پاک تھا اور امن کو فروغ دینے والا تھا۔

☆......**ایک مہمان سیاستدان Jhon Rabbit صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

آج کی تقریب نے مجھے uplift کر دیا ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میرا اسلام کے بارہ میں نظریہ یکسر تبدیل ہو گیا ہے۔ میرا ایک دوست سعودی عرب میں رہتا ہے اور جو باتیں وہ مجھے اسلام کے بارہ میں بتاتا ہے اس کے برعکس میں نے یہاں تو خوبصورت 'اسلام' کو دیکھا ہے۔ اسلام واقعی پُرامن، محبت و پیار اور ایک دوسرے کیلئے ہمدردی روا رکھنے والا مذہب ہے۔

☆......**ایک خاتون مہمان Mrs Bernadette جوکہ ڈبلن میں ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی ڈپٹی پرنسپل ہیں انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

خلیفۃ المسیح کی شخصیت نہایت پیار کرنے والی ہے۔ مجھے اچھا لگا کہ انہوں نے اس مسجد کا نام 'مریم' رکھا ہے۔ ان کے خطاب سے ہی مجھے پتہ چلا کہ اسلام میں 'مریم' کا کیا مقام ہے اور قرآن کریم میں 'حضرت مریم علیہا السلام' کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ میرے نزدیک یہ بہت دلکش نکتہ ہے جو اُن تمام عیسائیوں کو بتانا چاہئے جو اسلام کے خلاف بولتے ہیں۔

اسلام کے متعلق مجھے اتنا زیادہ علم نہ تھا لیکن خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر اب مجھ پر اسلام کا انتہائی اچھا تاثر قائم ہو گیا ہے۔

☆......**ایک مہمان خاتون Mrs Josephine Vahy نے کہا:**

آج کی شام نہایت دلکش اور پُرسکون تھی۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب سننے کے لائق تھا۔ اگر ساری رات بھی خلیفۃ المسیح خطاب فرماتے رہتے تو میں سنتی جاتی۔ میری دعا ہے کہ خلیفہ امن اور سکون کے ساتھ زندگی گزاریں۔

موصوفہ نے کہا: خلیفہ کی تقریر کے تمام نکات بہت خوبصورت تھے۔ آپ کا تقریر کرنے کا انداز بھی بہت دلکش تھا۔

☆......**ایک لوکل جرنلسٹ Mrs Bertha کہتی ہیں:**

آج سے پہلے میں اسلام سے بالکل واقف نہ تھی۔ میں نے آج کا سارا دن مسجد 'مریم' میں گزارا ہے اور خلیفہ کا خطبہ جمعہ اور مسجد مریم کے حوالہ سے افتتاحی خطاب سنا ہے۔ میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ احمدی لوگ کس قدر خوش مزاج ہیں۔

☆......**اسی طرح ایک آئرش خاتون Mrs Noreen Tarr صاحبہ کہتی ہیں:**

مجھے اسلام کے متعلق زیادہ علم نہ تھا۔ مجھے صرف اُس حد تک ہی علم تھا جو خبروں میں نظر آتا ہے یعنی خودکش دھما کے اور دہشتگردی۔ لیکن خلیفہ نے جس اسلام کا بتایا ہے وہ تو بالکل مختلف ہے۔ وہ اسلام تو محبت اور امن کا پُرکشش پیغام دیتا ہے۔

....

مسجد مریم کے افتتاح کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آئرلینڈ میں آمد کی خبر اخبارات اور ریڈیو پر آئی تو ایک شام نیشنل صدر صاحب جماعت کو ایک کیتھولک خاتون کی ای میل آئی جس میں خاتون نے لکھا کہ:

'مجھے علم ہوا ہے کہ احمدیہ جماعت کے خلیفہ آئرلینڈ آئے ہوئے ہیں۔ آج میرے خاوند کا ہسپتال میں آپریشن ہو رہا ہے۔ آپ خلیفۃ المسیح سے میرے خاوند کی صحت کیلئے دعا کی درخواست کریں۔'

پریس اور میڈیا کوریج

آج 26 ستمبر کو مسجد مریم کے افتتاح کے حوالہ سے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں کوریج ہوئی۔

☆......آئرلینڈ کے نیشنل ٹی وی چینل TG4 نے مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے خبر نشر کی۔ خبر میں مسجد کی تصویر دکھائی اور حضور انور کو خطبہ جمعہ دیتے ہوئے دکھایا۔

یہ ٹی وی پورے ملک میں کثرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس چینل کو دیکھنے والوں کی تعداد پانچ ملین ہے۔

☆......**اس کے علاوہ ایک ریڈیو چینل Rte 1 پر مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے خبر نشر ہوئی۔**

Rte ریڈیو آئرلینڈ کا سب سے مقبول ریڈیو چینل ہے اور اس کے سننے والوں کی تعداد ایک ملین سے زائد بتائی جاتی ہے۔

اس ریڈیو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جمعہ کے بعد انٹرویو ریکارڈ کیا تھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس ریڈیو چینل نے اسی روز شام کو یہ انٹرویو ریڈیو پر نشر کیا۔ انٹرویو سے قبل پروگرام کی میزبان نے مسجد کی تعمیر اور افتتاح کے حوالہ سے تعارف پیش کیا اور حضور انور کی نماز جمعہ کے دوران تلاوت کے بعض حصے نشر کئے اور پھر اس کے بعد حضور انور کا انٹرویو من وعن نشر کیا۔

☆......**گالوے کے ایک مقامی ریڈیو چینل Galway Bay FM پر بھی مختلف اوقات میں تین مرتبہ مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے خبر نشر کی گئی۔ انہوں نے درج ذیل خبر نشر کی:**

'آج دوپہر گالوے آئرلینڈ کی پہلی مسجد کا افتتاح ہوا۔ مسجد مریم گالوے اور آئرلینڈ کے باشندوں کیلئے امن اور محبت کا گہوارہ ہے۔ اس مسجد کا طرزِ تعمیر اسلامی اور آئرش ڈیزائن کے مطابق ہیں۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے مسجد کا افتتاح کیا اور دعا کروائی۔ آج کا دن گالوے کیلئے ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔'

اس ریڈیو کو سننے والوں کی تعداد ایک لاکھ 35 ہزار کے قریب ہے۔

ٹی وی اور ریڈیو کے علاوہ پرنٹ میڈیا میں بھی مسجد مریم کی افتتاح تقریب کو خاطر خواہ کوریج ملی۔

☆......**The Irish Times نے مسجد کے افتتاح سے پہلے مؤرخہ 20 ستمبر کو بھی خبر شائع کی جس میں انہوں نے مسجد مریم کا تعارف دیا۔ مسجد کے ڈیزائن کی خوبصورتی کا بھی ذکر کیا نیز مسجد مریم پر منقش عربی عبارات کلمہ طیبہ اور احادیث کا ترجمہ بھی لکھا۔**

اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے جماعت کا تعارف بھی پیش کیا جس میں انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد مرزا غلام احمد علیہ السلام نے 1889ء میں رکھی تھی اور اب 200 ممالک تک یہ جماعت پھیل چکی ہے۔ افریقہ میں بھی اس جماعت کے ماننے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اسی طرح پاکستان اور انڈونیشیا میں بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ اس کے علاوہ برطانیہ میں بھی 30 ہزار اور شمالی امریکہ میں 15 ہزار کے لگ بھگ احمدی مقیم ہیں۔

اس اخبار نے لکھا کہ: یہ جماعت شدت پسندی کے خلاف ہے اور دوسرے مذاہب کیلئے برداشت رکھنے کا درس دیتی ہے۔ جماعت احمدیہ جہاد بالسیف کی بجائے جہاد بالقلم پر زور دیتی ہے۔

☆......**اسی طرح گالوے کے ایک اخبار Galway Advertizer میں بھی مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے خبر شائع ہوئی۔**

اس اخبار کے قارئین کی تعداد تقریباً دو لاکھ بیس ہزار کے قریب ہے۔

☆......**گالوے کا ایک اور مشہور ہفتہ وار اخبار Galway Independent** ہے جس کے قارئین کی تعداد ایک لاکھ 84 ہزار سے زائد بتائی جاتی ہے۔ اس اخبار میں بھی مسجد مریم کے بارہ میں خبر شائع ہوئی۔

☆...... **اخبار Connacht Tribune** بھی ہفتہ وار ہے اور اس کے قارئین کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے۔ اس اخبار میں بھی مسجد مریم کے حوالہ سے خبر شائع ہوئی۔

..............................(باقی آئندہ)

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ ڈنمارک

..............................از صفحہ نمبر 4

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت امام الزمان کو پہچاننے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دل وجان سے آپ کی تمام تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر امن و عافیت کے حصار میں داخل ہوجائیں۔ اب دنیا کا امن صرف حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی نیابت میں جاری نظام خلافت سے وابستہ ہو چکا ہے۔ جو امن و عافیت کے اس حصار میں داخل نہیں ہوتا وہ سخت خطرہ کے مقام پر ہے۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اقتباسات پیش کیے۔

اس وقت مسجد نصرت جہاں کی توسیع کا منصوبہ زیر تعمیر ہے اس ضمن میں محترم امیر صاحب نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی اور احباب جماعت کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی نہایت مؤثر تلقین بھی فرمائی۔ اسی طرح خلافت کے مقام اور اس کی قدر و منزلت کی طرف بھی احباب کو متوجہ کیا کہ اب تمام کامیابیاں اور طمانیت قلب خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے وابستہ رہنے میں ہے۔

خطاب کے اختتام پر آپ نے جلسہ کے تمام کارکنان کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اور اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

امسال جلسہ سالانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرد و خواتین کی کل حاضری تین صد سے زائد تھی۔ مالمو (سویڈن) سے بھی مہمانان کرام نے جلسہ میں شمولیت کی۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈنمارک میں Humanity First کی شاخ رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ چنانچہ مکرم چیئرمین ہومینیٹی فرسٹ کی طرف سے ایک سٹال لگایا گیا۔ احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے اس کی ممبر شپ حاصل کی۔ فجزاہم اللہ۔ لجنہ اماء اللہ نے بھی جلسہ کے موقع پر فوڈ سٹال لگایا اور بڑی محنت سے اپنے گھروں میں کھانے کی اشیاء تیار کر کے سٹالز کے لیے مہیا کیں۔ اس سٹال کی تمام آمد لجنہ نے مسجد کی تعمیر کی مدّ میں پیش کی ہے۔

☆......☆......☆

باغِ احمد کا ایک سدا بہار گلاب

مکرم محمود احمد شاہد صاحب (مرحوم)

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا)

ہمارے پیارے امیر صاحب آسٹریلیا مکرم محمود احمد شاہد صاحب (مرحوم)، کا وجود افراد جماعت کے لئے ایک مشفق باپ، مربی اور دوست کا سا تھا۔ سڈنی اور میلبورن وغیرہ بڑے شہروں میں آباد احباب کے علاوہ براعظم آسٹریلیا کے دور دراز علاقوں میں رہائش پذیر احمدیوں کے لئے وہ ایک ایسا "Resource Centre" تھے کہ جب کوئی مشکل پیش آتی، کوئی اطلاع دینا ہوتی، کوئی خبر لینا ہوتی، انگریزی محاورہ کے مطابق محض "Touch Base" کرنا ہوتا، یا کوئی دکھڑا رونا ہوتا تو ایمرجنسی نمبر ٹرپل زیرو (000) کی طرح ان کا فون نمبر بلا جھجک ڈائل کرتے اور من کی مراد پاتے۔ آپ کی دلآویز من موہنی شخصیت کے کئی پہلو ہیں جن کے حوالے سے کئی یادیں دل و دماغ میں جاگزیں بلکہ پیوستہ ہیں۔ ان تمام کو احاطہ تحریر میں لانا تو ممکن نہیں۔ امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مثالی وجود کی سیرت و سوانح کا ایک جامع خلاصہ ان سے منسوب ایک خطبہ میں بیان کر کے اعزاز بخشا جو آپ نے 25/اپریل 2014 کو ارشاد فرمایا۔

آدابِ خلافت

☆......ایک مرتبہ قرآن کلاس میں فرمایا کہ مجھے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خلیفۂ وقت کے مقام کا اِدراک حاصل ہوا ہے۔ جوان تھا تو ناسمجھ اور کم فہم تھا۔ پتہ ہی نہیں تھا کہ خلیفۂ وقت کا اس دنیا میں کیا رتبہ اور مقام ہے۔ ان کے سامنے پیش ہونے، ان کے حضور کچھ عرض کرنے کے کیا آداب اور تقاضے ہیں۔ فرمایا کہ یہ آداب بھی اگر سیکھے ہیں تو خلفاء کرام سے ہی سیکھے ہیں۔ کہا کہ میں اب بھی وہ واقعہ یاد کر کے احساس ندامت سے کانپ اٹھتا ہوں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مجھے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مقرر فرمایا اور مَیں نے ان کے دفتر میں جا کے کہہ دیا کہ حضور مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکتا۔ حضور انور کا چہرہ دیکھنے والا تھا جب انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں پتہ ہے تم کیا کہہ رہے ہو؟ مَیں نے پھر اسی طرح دہرایا کہ ہاں حضور مَیں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا آپ یہ ذمہ داری کسی اور کو سونپ دیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اور پھر نہ صرف یہ کہ آپ نے قیمتی نصائح سے نوازا بلکہ میرے ماتھے پہ اپنا ہاتھ رکھا اور دعا دی۔ یا تو وہ دن تھا اور یا اب۔ اب تو ایسی حالت ہوگئی ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پہ متمکن ہونے کے بعد آسٹریلیا کے دورہ پہ پہلی بار تشریف لائے تو دل دماغ پہ یہی احساس حاوی تھا کہ دیکھو تم حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور موجود ہو جو اس زمین پہ خدا کا نمائندہ ہے۔ اور زبان کو تو گویا تالا ہی لگ گیا تھا۔ چنانچہ حضور انور بار بار اس عاجز سے فرماتے کہ ''اچھا تو اور کوئی بات'' یا ''امیر صاحب کچھ اَور؟'' مگر مجھے تو یہ کہنے کی بھی ہمت نہ تھی کہ حضور میں ایک ناچیز محض، میں نے بھلا کیا بتانا یا کہنا، مَیں تو ہمہ تن گوش ہوں کہ حضور انور کیا ارشاد فرماتے ہیں!۔

☆......جلسہ سالانہ UK میں شرکت کے لئے ایک احمدی نے امیر صاحب سے تعارفی خط جاری کئے جانے کی درخواست کی۔ پوچھا؛ یوکے جلسہ میں کیوں جا رہے ہو؟ کہا کہ برکت حاصل کرنے، حضور انور سے ملنے، ان کے خطابات کو سننے وغیرہ۔ آپ نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ جب حضور انور 2006ء میں آسٹریلیا تشریف لائے تھے تو اپنے دورہ کے پہلے خطبہ جمعہ میں آسٹریلیا کے احمدیوں کو کیا نصیحت کی تھی؟

وہ شخص خاموش کھڑا رہا۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ دیکھو خلیفۂ وقت بنفس نفیس خود یوکے سے آسٹریلیا آ کر تمہیں ایک نصیحت کر گئے تھے وہ تو تمہیں یاد نہیں، اب تم یوکے جا کر ان سے ملنے، ان کو سننے کی باتیں کر رہے ہو۔ یہ سن کر اس شخص کی حالت یوں ہوگئی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ مگر امیر صاحب نے جلد ہی اسے دلاسہ دے کر سنبھال لیا۔ فرمایا کہ دیکھو مَیں تمہیں جلسہ یوکے میں جانے اور خلیفۂ وقت سے ملنے سے ہرگز نہیں روک رہا۔ میرا مقصد تمہیں اس بات کا احساس دلانا تھا کہ خلیفۂ وقت کی باتوں کو یاد رکھنا اور ان پر عمل کرنا بھی ہمارا اتنا ہی فرض بنتا ہے جتنا کہ ان کو سننا۔ یہ کہہ کر آپ اپنے دفتر گئے اور دستخط شدہ تعارفی خط عنایت فرمایا۔

آدابِ عبادت

☆......مکرم امیر صاحب ہمیشہ نمازوں کو ان کے وقت پہ ادا کرنے کی تلقین کرتے۔ آپ کے نزدیک وقت پہ نماز ادا کرنا عقلمند لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ راقم کو یاد ہے جب آپ بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ نوشہرہ کینٹ تشریف لائے تو حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ بعض لوگ مجلسیں لگا کر ملکی اور بین الاقوامی سیاست پر بظاہر بڑی گہری باتیں ایسے سنجیدہ انداز میں کر رہے ہوتے ہیں کہ گمان ہوتا ہے جیسے امریکی صدر کے سیکرٹری لگے ہوئے ہیں، مگر ان کی عقل کا حال یہ ہوتا ہے کہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ نماز کا وقت ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔

☆......ایک مرتبہ قرآن کلاس میں فرمایا کہ عبادات کو کسی وقتی جوش کے تحت نہیں بلکہ ہوش کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ ایک نوجوان کا واقعہ سنایا کہ اس نے بہت شوق کا اظہار کیا کہ اعتکاف میں بیٹھوں گا اور پھر پہلی رات ہی ارادہ کیا کہ ساری رات نوافل ادا کروں گا۔ چنانچہ ساری رات نوافل پڑھتا رہا۔ مگر جب سحری کھانے کا وقت آیا تو تھکاوٹ اور نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ گہری نیند سو گیا حتیٰ کہ فجر کا وقت بھی جاتا رہا۔ اچانک ہڑبڑا کر بیدار ہوا تو پھر صدمہ کے مارے زور زور سے رونے لگ گیا۔ امیر معتکفین نے مجبور ہو کر اسے کہا کہ بہتر ہے تم مسجد میں اعتکاف کرنے کی بجائے گھر چلے جاؤ۔

☆......آپ اس بات پہ بھی افسوس کا اظہار کرتے کہ دیکھو کسی زمانہ میں احساس بھی نہیں ہوتا تھا کہ تہجد کے لیئے اٹھنا اور کھڑے ہو کر کئی کئی رکعت نوافل ادا کرنا بھی کوئی مشقت کا کام ہے مگر اب بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہوں اور ڈاکٹروں نے منع کیا ہے کہ شدید سردی میں فجر کے وقت گھر سے باہر نکلوں۔ لہٰذا ان دنوں فجر بھی گھر میں ادا کرتا ہوں۔ فرمایا لیکن خدا تعالیٰ کسی پہ بوجھ نہیں ڈالتا اور دین میں رخصتیں بھی رکھی ہیں۔ جس کو جو توفیق ہو وہی کرے۔ اپنے نفس کو یونہی مشقت میں نہ ڈالے۔

خیالِ خاطرِ احباب چاہیے ہردم

☆......مکرم امیر صاحب ہر امام الصلوٰۃ کو مقتدیوں کا خیال رکھنے کی تلقین فرماتے۔ بچگان، بیمار، ضعفاء، نوکر پیشہ افراد جنہوں نے ڈیوٹیوں پہ پہنچنا ہوتا ہے، ان سب کا لحاظ کرتے ہوئے نماز کو وقت پر پڑھا دینے اور اسے مختصر رکھنے کی ہدایت کرتے۔ اس حوالہ سے فرمایا کرتے تھے کہ لمبی لمبی سورتیں پڑھنی ہیں یا لمبے لمبے سجدے کرنے ہیں تو گھروں میں جتنا مرضی ہے کرو۔ اسی طرح ایک موقع پہ فرمایا کہ بعض لوگوں کو دائمی نزلہ، دمہ یا الرجی کی تکلیف ہوتی ہے وہ لمبے لمبے سجدے نہیں کر سکتے۔

☆......اسی طرح سے آپ مَردوں سے کہا کرتے کہ تم لوگ ہمیشہ مسجد میں بھی چھوٹے بچے ان کی ماؤں کے ذمہ ڈال دیتے ہو، نہ وہ نماز سکون سے پڑھ سکتی ہیں اور نہ کوئی اجلاس توجہ سے سن سکتی ہیں۔ گھروں میں بھی بچوں کا ذمہ اپنی عورتوں پہ ہی ڈالا ہوتا ہے کم از کم مسجد میں تو انہیں کچھ آرام سے بیٹھنے دیا کرو۔ چنانچہ ایک بار ایک جلسہ سالانہ پہ حکم دیا کہ آدھا دن بچے اپنی ماؤں کے پاس رہیں گے تو آدھا دن اپنے باپوں کے پاس۔ خاکسار نے خصوصی طور پر نوٹ کیا کہ بڑی جلسہ گاہ میں آ کر بچوں نے بڑے شوق سے جلسہ سنا، تمام وقت سٹیج کی طرف متوجہ رہے اور کسی کو تنگ نہیں کیا۔

عملی زندگی کے لئے راہنمائی اور مشورہ

☆......روزمرہ کی زندگی، خصوصاً لین دین اور باہمی شراکت کے معاملات کی بنیاد شریعت کے احکامات پر رکھنے کی تلقین فرماتے۔ آپ نے ایک بار اس سلسلہ میں ایک واقعہ سنایا کہ دو احمدی مل کر آپ کے پاس خوشی خوشی آئے اور دعا کی درخواست کرتے ہوئے بتایا کہ وہ دونوں مل کر کاروبار شروع کر رہے ہیں۔ آپ نے انہیں نصیحت کی کہ تحریری طور پر باقاعدہ ایک معاہدہ لکھ لیں جس میں جملہ شرائط اور تفصیلات وغیرہ پر دونوں کے دستخط ہوں اور ایک ایک نقل ہر دو احباب کے پاس موجود ہو کہ یہی قرآنی تعلیم ہے۔ اس پر دونوں نے جذباتی ہو کر بڑے وثوق سے کہا کہ امیر صاحب بھائیوں اور دوستوں کے درمیان کیا لکھت پڑھت کرنی اور کیا شرائط طے کرنی۔ آپ بس دعا کریں۔ فرمایا کہ کاروبار چل پڑا تو کچھ عرصہ بعد انہیں ایک دوسرے پر شک ہونا شروع ہو گیا کہ حساب صاف نہیں رکھا جا رہا مگر تحریری ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے کچھ بَن نہ پائی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نہ صرف یہ کہ کاروباری شراکت بلکہ آپس کی بول چال بھی ختم ہوگئی۔

☆......مکرم امیر صاحب مرحوم آسٹریلیا آنے والوں کو بیکار اپنے یا سرکاری خیرات پہ بے وجہ بیٹھے رہنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اسی طرح یہ بھی نصیحت کرتے تھے کہ کوشش کر کے اپنے سابقہ پیشہ اور ہنر والی ملازمت ہی ڈھونڈی جائے۔ آسٹریلیا آنے کے بعد راقم کو ایک جگہ انٹرویو میں کامیاب ہو جانے کے باوجود بھی جب اس میڈیکل کمپنی کی طرف سے ٹال مٹول کا سامنا کرنا پڑا اور یہ عرصہ کچھ طُول پکڑ گیا تو ایک نہایت مخلص دوست نے مکرم امیر صاحب کی موجودگی میں تجویز دی کہ کیوں نہ کوئی اور جاب شروع کر دی جائے تو امیر صاحب نے سختی سے منع کر دیا۔ فرمایا کہ اگر تم حوصلہ ہار کر چھوٹی موٹی جابوں میں پھنس گئے تو اس چنگل سے پھر کبھی بھی نکل نہ سکو گے۔ تم ڈاکٹر ہو اور ڈاکٹری کا پیشہ تم نے نہیں چھوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہوا کہ جلد ہی خاکسار کو ایک اور میڈیکل کمپنی کی طرف سے کنٹریکٹ مل گیا جو ہر لحاظ سے پہلی والی کمپنی سے کہیں بہتر ثابت ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ دیگر اَن گنت افراد جماعت کی طرح اس عاجز پہ بھی مکرم امیر صاحب کی شفقت، حوصلہ افزائی اور لطف و احسان کے اور بھی کئی واقعات ہیں جنہیں یاد کر کے بے اختیار دل سے وہ دعائیں نکلتی ہیں جو انسان اپنے والدین کے لئے کرتا ہے۔

کسرِ نفسی

☆......ایم ٹی اے پہ ایک انٹرویو دیتے ہوئے جب مجلس خدام الاحمدیہ میں آپ کے دس سالہ دورِ صدارت میں ہونے والی ترقیات اور نمایاں اور اہم کارکردگی کی بات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس بات کی مَیں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ غلطی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس دَور میں بڑا کام ہوا۔ حالانکہ وہ وقت ہی کچھ ایسا ہوتا ہے (آپ کے الفاظ میں ''وقت وقت کی بات ہے'')۔ فرمایا کہ ہر دَور میں چونکہ ہر صدر خلیفۂ وقت مقرر کرتا ہے، خلیفہ وقت کی دعا اور رہنمائی شاملِ حال ہوتی ہے اس لئے یہ کوشش کرتا ہے کہ اچھا کام کرے۔ اور اپنے وقت کے لحاظ سے کام کر جاتے ہیں۔۔ میں اس aspect سے دیکھتا ہوں (تو) اپنے اپنے وقت میں ہر صدر نے اپنے اپنے لحاظ سے بہت اچھا کام کیا۔''

☆......ایک مرتبہ ایک سکول کے چھوٹے بچے مسجد کے مطالعاتی دورے پہ آئے۔ دورے کے اختتام پہ سوال و جواب کی مجلس رکھی ہوئی تھی۔ اتفاق سے ایک فجین (Fijian) احمدی ٹیچر بھی ان بچوں کے ہمراہ سکول سے آئے تھے۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ تم ان بچوں کے ذہنوں اور اندازِ فکر سے واقف ہو۔ تم اس کے مطابق بہتر جوابات دے کر ان کی تسلی اور تشفی کرا لو گے مَیں ویسے ہی ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بعد میں آپ نے ایک مجلس میں اس احمدی ٹیچر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اس نے ان بچوں کو دین حق سے متعلق کیسے کیسے اچھے جوابات دیئے۔ مَیں تو اس طرح بچوں کو تسلّی بخش جوابات نہ دے پاتا۔

والدین کو جوابدہ

☆......ایک دوست نے بتایا کہ بچپن میں اس نے امیر صاحب سے (جب وہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ تھے) ایک چپت کھائی تھی۔ ہوا یوں کہ اس کی ڈیوٹی ربوہ کے بس اڈہ پہ مسافروں کو پانی پلانے پہ لگی ہوئی تھی۔ بچپن کی ترنگ میں دل میں نہ جانے کیا سمائی کہ ایک بس پہ سوار ہو کر پانی کے جگ اور گلاس سمیت چنیوٹ پہنچ گیا۔ اور پھر وہاں سے ربوہ کی سمت آنے والی دوسری بس میں بیٹھ کر واپسی کی راہ لی۔ ربوہ کے سٹاپ پہ جونہی بس سے اترا تو صدر صاحب نے بنفس نفیس ایک چپت لگا کر استقبال کیا۔ اور پھر سمجھایا کہ دیکھو ہم سب کب سے پریشانی میں مبتلا تمہیں ڈھونڈ رہے تھے۔ تمہیں احساس ہی نہیں کہ جب ہم خدام اور اطفال کی ڈیوٹیاں لگاتے ہیں تو یہ براہ راست ہماری کتنی بڑی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ ہم سلسلہ اور والدین کے آگے جوابدہ ہوتے ہیں۔ آئندہ اس طرح غائب نہیں ہونا۔ وہی بچہ جب بڑا ہو کر آسٹریلیا آیا تو مکرم امیر صاحب نے اسے یہ اعزاز بخشا کہ جماعت کی ایک مجوزہ عمارت کا نقشہ اس سے بنوایا۔

خدمت خلق، تالیف قلوب

☆......ضرورتمندوں کی اعلانیہ و پوشیدہ طور پر امداد کرنا آپ کا معمول تھا۔ ایک بار ایک احمدی دوست (جو فرانسیسی لب ولہجہ میں اردو بول لیتا) مالی مشکلات کا شکار ہو گیا۔ امیر صاحب سے بات کی تو انہوں نے کسی طریق پر

اس کے لئے کچھ رقم کا بندوبست کروا دیا جس پر اس نے بڑے زور سے کہا کہ دیکھو امیر صاحب خدا نے تمہیں میرے واسطے فرشتہ بنا کر بھیج دیا۔امیر صاحب اس کے انداز پر بے ساختہ ہنس دیئے اور کہا کہ جب تم نے خود ہی رقم کا تقاضا کر دیا تھا تو میں فرشتہ کہاں سے بن گیا!۔

☆......اسی طرح ایک مرتبہ ایک احمدی کو جسے ابھی مستقل اقامت کا ویزا نہ ملا تھا اور کام کی اجازت نہ تھی مالی مشکل آن پڑی۔مسجد سے ملحقہ بلڈنگ میں ہی قیام تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد مکرم امیر صاحب اسے کمرے سے بلا کر ایک طرف لے گئے جہاں روشنی کچھ کم تھی۔پوچھا تمہیں اس ماہ اپنے خرچہ کے لئے کتنی رقم درکار ہے۔اس نے کچھ دیر سوچ کر کہا ڈیڑھ سو ڈالر۔امیر صاحب نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اپنی مٹھی کھولی تو اس میں ڈیڑھ سو ڈالر تھے۔کہا:اس سے گزارا کرو پھر دیکھیں گے۔چند دن ہی گزرے تھے کہ اس کے حالات بدل گئے اور اس نے امیر صاحب کو وہ ڈیڑھ سو ڈالر شکریہ کے ساتھ واپس کر دیے۔

☆......آپ مختلف رفاہی اداروں کی امداد کی بھی تحریک کیا کرتے اور خود ایک آسٹریلین شہری ہونے کے ناطہ عام لوگوں کے گھروں کے دروازے کھٹکھٹا کر ریڈ کراس آسٹریلیا کے لئے عطیات جمع کرتے۔اس مہم میں آپ نے سینکڑوں گھروں سے عطیات وصول کر کے ریڈ کراس میں جمع کرائے۔آپ کی یہ مہم خالصتاً خدمت خلق کے لئے ہوا کرتی اور اسے جماعت کے تعارف کے لئے استعمال نہ کرتے۔ ہاں ریڈ کراس والے آپ اور احمدیہ جماعت آسٹریلیا سے خوب واقف اور رطب اللّسان رہتے۔خدام اور انصار کی طرف سے خون کے عطیات بھی یہاں ریڈ کراس کو باقاعدگی سے دیے جاتے ہیں۔

ملکی قوانین کا احترام

☆......آپ آسٹریلیا آباد ہونے والوں کو ہمیشہ ملکی قوانین کی پابندی کرنے اور ایک مثالی آسٹریلین شہری بننے کی تلقین کرتے۔ہر سال آسٹریلیا ڈے کے موقع پہ مسجد میں تقریبات منعقد کرواتے جس میں عمائدین حکومت بھی مدعو ہوتے۔اسی طرح آسٹریلیا کلین اَپ ڈے (یوم صفائی) میں بھی جماعت کی طرف سے بھرپور شرکت کی تحریک کرتے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

آپ افراد جماعت کو یہ بھی تلقین کیا کرتے کہ جماعتی چندہ جات ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کو بھی دیانتداری کے ساتھ باقاعدہ انکم ٹیکس ادا کیا کریں۔

☆......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں مکرم امیر صاحب کی ایک خوبی یہ بھی بیان کی کہ ان کے دَور میں وفاقی حکومت آسٹریلیا کی دونوں سیاسی جماعتوں سے امیگریشن کے معاملات میں بہت اچھے روابط قائم ہوئے۔اس ضمن میں راقم یہ دلچسپ واقعہ بیان کرنا مناسب سمجھتا ہے کہ جس طرح آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے پاکستان کے طول و عرض میں دورے کر کے اکثر ممبران مجلس کا تفصیلی تعارف حاصل کیا تھا اور ان سے ذاتی تعلق قائم کیا، اس کے نتیجہ میں آپ بیشمار افراد کو ان کے ناموں سے بھی جانتے تھے تو ان میں سے اگر کوئی آسٹریلیا پہنچتا اور اسے تعارفی خط کی ضرورت ہوتی اور اس میں اگر کوئی امر مانع نہ ہوتا تو آپ خود ذاتی طور پر تصدیق کر دیتے کہ ہاں یہ شخص احمدی ہے مَیں اسے ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ایک مرتبہ ایک امیگریشن آفیسر نے آپ سے خصوصی طور پر رابطہ کر کے پوچھا کہ ایک شخص پاکستان کے شمال سے آیا ہوتا ہے اور تم کہتے ہو مَیں اسے ذاتی طور پر جانتا ہوں، دوسرا جنوب سے آتا ہے تو اس کا بھی کہتے ہو کہ مَیں اسے جانتا ہوں، تیسرا کسی اور دور دراز کے علاقے سے آتا ہے تو اس کا بھی کہتے ہو کہ اسے ذاتی طور پر جانتا ہوں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس پر آپ نے اس کے ساتھ ایک میٹنگ کر کے اسے تفصیل سے سمجھایا کہ جماعت کا نظام کیسے کام کرتا ہے اور بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ دس سال تک آپ نے کس طرح سے پاکستان میں کام کیا تو اس سے اس آفیسر کی پوری پوری تسلی ہوگئی اور پھر کبھی اعتراض نہ کیا۔

روحانی پرندے

جن دنوں افراد جماعت کی تعداد کم تھی مکرم امیر صاحب آسٹریلیا آنے والے احمدیوں کو مشورہ دیتے کہ کچھ عرصہ جماعت کے گیسٹ ہاؤس میں گزاریں جو مسجد سے ملحقہ اس شیڈ میں قائم کیا گیا تھا جو کسی زمانہ میں بیک وقت مسجد، دفاتر اور مشنری انچارج کی رہائشگاہ کے لئے استعمال ہوا کرتا تھا۔ان افراد کو چند دن، چند ہفتے یا چند ماہ وہاں ٹھہر کر نہ صرف یہ کہ جملہ احباب جماعت ،اور مختلف عہدیداران سے تعارف حاصل ہوتا بلکہ شب و روز امیر صاحب کی ہمہ گیر شخصیت سے استفادہ کرنے، ان سے براہ راست تربیت حاصل کرنے، دینی علوم اور دنیاوی اسالیبِ زندگی سیکھنے کا غیر معمولی موقع مل جاتا۔اس ''درسگاہ'' سے فیض اٹھانے والے، آپ کے ''سدھائے'' ہوئے کئی طیور ابراہیمی صفت لوگ آج براعظم آسٹریلیا میں اسلام کی نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق پا رہے ہیں۔

حسنِ ظنی

☆......مکرم امیر صاحب ہمیشہ حسن ظن سے کام لیا کرتے اور ممبران جماعت کے بارہ میں مثبت سوچ رکھتے۔آپ کہا کرتے تھے کہ بعض لوگ میرے پاس آکر شکایت کرتے ہیں کہ فلاں شخص پاکستان میں تو یوں ہوا کرتا تھا مگر آسٹریلیا آکر بدل ہی گیا ہے اور وہ پہلے کی طرح مخلص نہیں رہا۔فرمایا کہ میں انہیں کہتا ہوں کہ کوئی بھی شخص پاکستان سے باہر آکر بدل نہیں جاتا۔بدظنی کرنے سے پہلے سوچ لیا کرو کہ اس کے حالات نجانے کیسے ہیں۔ہوسکتا ہے اسے آٹھ آٹھ دس دس گھنٹے سخت کام کرنا پڑتا ہو اور یہاں تو فیکٹریوں وغیرہ میں کام بھی پورے پورے طریق پر لیا جاتا ہے، پاکستان کی طرح نہیں کہ دفتری اوقات میں گپیں لگ رہی ہوتی ہیں اور ساتھ چائے سگریٹ چل رہی ہوتی ہے۔ اور پھر دوپہر دو بجے کے بعد فارغ !۔ یہاں تو لوگ رات گئے تھکے ہارے کام سے لوٹتے ہیں۔فرمایا کہ اسی طرح یہاں سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی پڑھائی بھی بہت سخت ہے۔آپ لوگوں سے غیر حقیقی یا ناقابل عمل توقعات نہ رکھیں۔

بیویوں کے ساتھ حسنِ معاشرت کی تلقین

☆......ایک شخص کے بارہ میں متعدد بار شکایت پہنچی کہ بیوی کی گاہے بگاہے پٹائی کرتا رہتا ہے۔مقامی صدر حلقہ کو ہدایت کی کہ سختی سے منع کریں اور اگر باز نہیں آتا تو اگلی دفعہ پولیس کو اس کی رپورٹ کریں۔

☆......ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مَیں نے غصہ میں آکر اپنی بیوی کو طلاق دی ہے کیا اب رجوع ہو سکتا ہے؟ آپ طلاق کا لفظ سنتے ہی اتنے رنجیدہ ہوگئے کہ شدت جذبات سے چہرہ سُرخ ہوگیا۔آپ نے اپنی ناراضگی کا اظہار یوں کیا کہ کچھ کہے بغیر گھر لوٹ گئے اور دروازہ بند کر دیا۔اس شخص کو اس کے سوال کا فقہی اور قانونی جواب تو بعد میں کہیں اَور سے مل گیا مگر امیر صاحب نے جو بات ایک لفظ بھی زبان سے نکالے بغیر اسے سمجھا دی وہ اسے ہمیشہ کے لئے یاد رہ گئی۔

حسنِ اخلاق اور احسان کا جادو

☆......ایک دوست نے بتایا کہ وہ کم عمر تھے اور اپنے خاندان میں سے اکیلے آسٹریلیا آئے تھے۔مکرم امیر صاحب نے اپنی اولاد کی طرح ان کا خیال رکھا اور تربیت کی جس کی بدولت بعد میں اچھا ذریعہ روزگار بھی ملا اور مختلف حیثیتوں میں نمایاں جماعتی خدمات بجالانے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔

قارئین کرام! بنگال کا وہ نام نہاد ''جادو'' تو مشہور ہے جس سے بیچارے محبوب کو قابو کرنے اور اسے اپنے قدموں میں لا کے ڈھیر کر دینے کا دعویٰ کیا جاتا ہے مگر سرزمین بنگال میں جنم لینے والا یہ پیارا نورانی وجود تو اپنے حسیں اُسوہ کے جادو سے اپنے محبوبوں کو خود ان کے اپنے قدموں پہ کھڑا کر دیا کرتا تھا۔

وہ جو شاعر نے کہا تھا کہ ؎

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

تو امیر صاحب مرحوم کی ذات والا صفات پہ چسپاں ہوتے وقت اس شعر کا مضمون الٹ ہو جاتا۔ یہاں تو یہ عالم تھا کہ باغ کا پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا تو ہمارے حال سے واقف نہ ہو پاتا مگر آپ ضرور ہمارے حالات سے باخبر رہتے اور دلجوئی اور دلبری بلکہ دل لگی بھی فرماتے۔جی ہاں آپ ہی تو تھے اس باغ کا، یعنی باغِ احمد کا ایک ایسا انوکھا گلاب، ایک سدا بہار گلاب، جس کی حسیں یادوں کی مہک انشاء اللہ دل و دماغ میں باقی اور تروتازہ رہے گی۔

بقیہ: اسلامی تعلیمات سے متعلق شکوک وشبہات
..................از صفحہ نمبر 2

علوم دقیقہ میں سب سے اعلیٰ اور مشق اور ورزش املاء وانشاء میں سب سے زیادہ تر فرسودہ روزگار ہو۔اور ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ جو شخص اس سے استعداد میں علم میں۔لیاقت میں، ملکہ میں، ذہن میں، عقل میں کہیں فروتر اور متنزل ہے۔وہ **اپنی تحریر میں من حیث الکمالات اس سے برابر ہو جائے۔''**

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 211 تا 221)

''پس جب کہ من کل الوجوہ ثابت ہے کہ جو فرق علمی اور عقلی طاقتوں میں مخفی ہوتا ہے وہ ضرور کلام میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور ہرگز ممکن ہی نہیں کہ جو لوگ من حیث العقل و العلم افضل اور اعلیٰ ہیں وہ فصاحت بیانی اور رفعت معانی میں یکساں ہو جائیں اور کچھ مابہ الامتیاز باقی نہ رہے۔تو اس صداقت کا ثابت ہونا اس دوسری صداقت کے ثبوت کو مستلزم ہے کہ جو کلام خدا (کا) کلام ہو۔اس کا انسانی کلام سے اپنے ظاہری اور باطنی کمالات میں برتر اور اعلیٰ اور عدیم المثال ہونا ضروری ہے۔**کیونکہ خدا کے علم تام سے کسی کا علم برابر نہیں ہو سکتا۔**

اور اسی کی طرف خدا نے بھی اشارہ فرما کر کہا ہے

فَـاِلَّـمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ (الجزء نمبر 12،ہود:15) یعنی اگر کفار اس قرآن کی نظیر پیش نہ کر سکیں اور مقابلہ کرنے سے عاجز رہیں۔تو تم جان لو کہ یہ کلام علم انسان سے نہیں بلکہ خدا کے علم سے نازل ہوا ہے۔جس کے علم وسیع اور تام کے مقابلہ پر علوم انسانیہ بے حقیقت اور ہیچ ہیں۔اس آیت میں برہان اِنِّیْ کی طرز پر اثر کے وجود کو موثر کے وجود کی دلیل ٹھہرائی ہے۔''

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 232 تا 244)

''غرض خدا کے کلام کا انسان کے کلام سے ایسا فرق بیّن چاہیے جیسا خدا اور انسان کے علم اور عقل اور قدرت میں فرق ہے۔ جس حالت میں افراد انسانی نوع واحد میں داخل ہو کر پھر بھی بوجہ تفاوت علم اور عقل اور تجربہ اور مشق کے متفاوت البیان پائی جاتی ہیں۔وسیع العلم اور قوی العقل کے فکر رسا تک محدود العلم اور ضعیف العقل ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔تو پھر خدا جو شرکت نوعی سے بکلی پاک اور بلاشبہ مستجمع کمالات تامہ اور اپنی جمیع صفات میں واحد لاشریک ہے۔ اس سے مساوات کسی ذرہ امکان کی کیونکر جائز ہو اور **کیونکر کوئی مخلوق ہو کر خالق کے علوم غیر متناہیہ سے اپنے ہیچ اور ناچیز علم کو برابر کر سکے۔............**

پس جبکہ یہ صداقت اسقدر قوی اور مستحکم اور شائع اور متعارف ہے کہ کسی درجہ کی عقل اس کے سمجھنے سے قاصر نہیں۔تو اس صورت میں نہایت درجہ کا نادان وہ شخص ہے کہ جو افراد ناقصہ انسانی میں تو اس صداقت کو مانتا ہے مگر اس ذات کامل کے کلام مقدس میں جس کا اپنے علوم تامہ میں یکتا اور بے نظیر ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے۔ صداقت مذکورہ کے ماننے سے مونہہ پھیرتا ہے۔''

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 245 تا 247)

(باقی آئندہ)

Ebola وائرس سے بچاؤ کے لئے ہومیو پیتھک نسخہ

چند ماہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افریقن ممالک میں پھیلے Ebola وائرس سے بچاؤ کے لئے مندرجہ ذیل دوائی تجویز فرمائی تھی:

Crotalus Horridus 30 روزانہ ایک خوراک

چونکہ Ebola وائرس کے اثرات افریقن ممالک سے باہر یورپ اور امریکہ میں بھی ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں جس کے پیش نظر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت احباب جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ Ebola وائرس سے بچاؤ کے لئے

Crotalus Horridus 30 روزانہ ایک خوراک

اور اس کے ساتھ Acconitum 200 ہفتہ وار ایک خوراک

دو سے تین ماہ تک حفظ ماتقدّم کے طور پر استعمال کریں اور اس کے علاوہ دارچینی کے قہوہ کا استعمال بھی کریں۔

(حفیظ احمد بھٹی۔لندن)

شہادتِ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

محمد طاہر ندیم۔ یوکے

تاریخ اسلام کے سینہ پر بے شمار ایسے دکھوں کے داغ ہیں جنہیں بھول جانا ممکن نہیں ہے۔ گردشِ ماہ وسال بھی ان زخموں کو دھندلا نہیں سکی۔ زندہ قوموں کی نشانی ہے کہ وہ سکھ کی چھاؤں میں بیٹھ کر اور خوشیوں و مسرتوں کے زمانوں میں بھی غم کے ان لمحات کو ضرور یاد کرلیا کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم آج بھی ایک سچے مسلمان کے دل میں ایسے ہی تازہ ہے جیسے کل کی بات ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور پیارے وجود پر اپنی جانیں قربان کرنے والے وفا شعار صحابہؓ کی شہادتوں کا دکھ آج بھی تازہ ہے۔ حضرت عمرؓ کی شہادت آج بھی خلافت سے پیار رکھنے والے کے دل میں ایک تڑپ پیدا کر دیتی ہے۔ ذوالنورَین حضرت عثمانؓ کی بے بسی کی حالت میں مظلومانہ شہادت آج بھی دلوں کو غمزدہ کر دیتی ہے۔ اسی طرح شیر خدا حضرت علیؓ کی شہادت پر بھی ہر مسلمان کا دل کٹ کٹ جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا مکہ کی تپتی ریت پر بہایا جانے والا خون آج بھی خون کے آنسو رُلا جاتا ہے، اور مدینہ کی پتھریلی گلیوں میں گھسیٹے جانے والے لاشوں کے تصور سے آج بھی کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ زندہ قومیں ایسے دلگداز واقعات کی شمعیں روشن کر کے ان کی لو سے دلوں اور خون کو گرماتے رہتے ہیں کیونکہ خدا کی راہ میں اپنا جسم وجان دینے والے آنے والی نسلوں کے لئے نئی راہیں متعین کر جاتے ہیں، جن پر چلنا قوموں کو نئی زندگیوں سے ہمکنار کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ اسلام کی پہلی صدی میں میدانِ کربلا میں پیش آیا۔

کربلا

61ہجری سے قبل دریائے فرات کے کنارے بغداد سے قریباً سوکلومیٹر دور عراق کی بستی ''کربلا'' ایک چٹیل و بے آباد ویرانہ کے سوا کچھ بھی نہ تھی۔ مگر آج یہاں ایک گنجان آباد مرجعِ خلائق شہر آباد ہے۔ اسلامی کیلنڈر کے ماہِ محرم الحرام کی آمد پر ہر سال دنیا بھر میں کربلا کا ذکر بڑی کثرت سے فضا میں گونجتا ہے۔ اس شہر کی شہرت کا اصل سبب اس علاقے میں حضرت امام حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کی شہادت اور یہاں پر آپ کے مزار ہیں۔ ذیل کی سطور میں اس عظیم ہستی اور اس کی شہادت کے ساتھ جڑے ہوئے بعض واقعات ومسائل کا تذکرہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

حضرت امام حسینؓ

نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسینؓ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپؓ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر میں آنکھ کھولی۔

ولادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور بچے کو اپنے لعاب دہن کی پہلی غذا مرحمت فرمائی۔ اس کا نام ''حسین'' رکھا۔ ساتویں دن عقیقہ کیا۔ سر کے بال اتروائے۔ بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کی اور ایک یا دو مینڈھے ذبح کئے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

(سیر الصحابہ جلد ششم صفحہ 147-146 مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں حسن وحسین سے خاص محبت تھی۔ خادم رسولؐ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اہل بیت میں سے حسن وحسین حضورؐ کو سب سے پیارے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے گھر جا کر ان سے ملاقات فرماتے۔ ان کی بچگانہ ادائیں دیکھ کر خوش ہوتے۔ انہیں چومتے، سینے سے چمٹا لیتے، کبھی انہیں مسجد نبوی میں بھی لے جاتے جہاں حالت سجدہ میں یہ بچے آپ کی پشت پر سوار ہوجاتے۔ ایک دفعہ آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسین مسجد میں داخل ہوئے آپؐ کی نظر پڑی تو منبر سے اتر آئے اور انہیں اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ آپ اکثر ان دونوں کے لئے دعائیں کرتے کہ اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان سے محبت کا سلوک فرما۔ (بخاری، کتاب الفضائل)

ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا: حسین مجھ میں سے ہے اور میں حسین میں سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے گا۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب حدیث:3775)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔ (المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابه و من مناقب الحسن والحسين حدیث:4840)

آپ کو علم وفضل اور فن خطابت میں کمال حاصل تھا۔ صدقہ وخیرات اور عبادات وقیام اللیل کے پابند تھے۔

حضرت انس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے حسن اور حسین تھے۔ (البخاری، کتاب الفضائل)

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں میرے لئے دنیا کی عمدہ خوشبو ہیں۔ (البخاری، کتاب فضائل الصحابہ)

تقریباً سات سال تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ محبت میں تعلیم وتربیت کی سعادت پائی۔ آپؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ بھی حضرت حسینؓ پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص لحاظ رکھتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں آپ جوان ہو چکے تھے۔ چنانچہ سب سے اول اسی عہد میں میدان جہاد میں قدم رکھا اور 30ہجری میں طبرستان کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔ جب حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت برپا ہوئی اور باغیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کرلیا تو حضرت علیؓ نے دونوں بھائیوں کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت پر مامور کیا کہ باغی اندر گھسنے نہ پائیں۔ (تاریخ الخلفاء لجلال الدین السیوطی)

بعض اسماء کا تعارف

شہادت حسینؓ کے واقعہ کے بیان سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون میں ذکر ہونے والے بعض اسماء کا مختصر شجرہ یہاں درج کر دیا جائے۔ ان اسماء میں اکثر کا تعلق عبد مناف کی نسل میں ہاشم اور عبدشمس کی اولاد سے جڑتا ہے۔ ہاشم کی اولاد میں سے عبد المطلب تھے جن کے ایک بیٹے کا نام عبداللہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد تھے۔

عبد المطلب کے ایک اور بیٹے ابوطالب تھے جن کی اولاد سے حضرت علی اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہما وغیرہ تھے۔ عبد مناف کے ایک اور بیٹے کا نام عبدشمس تھا جس کی اولاد میں سے ایک شخص امیہ تھا جس کے ہاں ابوسفیان کی پیدائش ہوئی جو حضرت معاویہؓ کے والد تھے اور یزید حضرت معاویہؓ کا بیٹا تھا۔

واقعۂ شہادت کا پس منظر

40ھ میں چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کوفہ کی جامع مسجد میں بیس ہزار سے زائد افراد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ لیکن حضرت معاویہؓ کے ساتھ پیدا ہونے والے نزاع میں بہت سے خون خرابہ اور مسلمانوں کے قتل سے بچنے کے لئے حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور ان کے حق میں دستبردار ہوگئے۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو حکومت منتقل کرنے کے لئے تمام صوبوں کے گورنروں اور عمال سے بیعت اور قول واقرار اپنی زندگی میں ہی لے لئے تھے۔ پھر جب 60ھ میں ان کی وفات کے بعد حسبِ نامزدگی ووصیت یزید نے اقتدار سنبھالا تو عہدِ اطاعت ووفاداری کا فرمان جاری کر دیا۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے انتشار اور تفرقہ سے بچنے کے لئے یزید کی بیعت کر لی۔ بعض کبار صحابہ نے اس طریق کو ناپسند کیا اور بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ ان میں حضرت امام حسین، عبداللہ بن عمر، اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بڑے نمایاں نام ہیں۔

حضرت امام حسینؓ کا سفرِ مکّہ اور کوفیوں کے خطوط

جب مدینہ کے گورنر نے یزید کی بیعت پر اصرار کیا تو حضرت امام حسینؓ مدینہ چھوڑ کر خاموشی سے اپنے اہل خانہ سمیت مکّہ چلے آئے اور شعب ابی طالب میں قیام فرمایا۔

اسلامی تاریخ سے واقف لوگ جانتے ہیں کہ کوفہ معروف طور پر حضرت علیؓ کے عقیدتمندوں کا ایک بہت نمایاں شہر تھا۔ جب کوفہ والوں کو حضرت امام حسینؓ کے یزید کی بیعت نہ کرنے اور مدینہ سے مکّہ پہنچنے کا علم ہوا تو انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں آپ کی خدمت میں خط لکھے جن میں لکھا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں تو ہم آپ کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرلیں گے۔ ایک خط میں لکھا گیا:

'ہم تمام اہل کوفہ آپ کو پوری حمایت کا یقین دلاتے ہیں۔ یہاں تشریف لے آئیں، لاکھوں جانثار بیعت کریں گے۔ ہم فقط آپ کو عالم اسلام کا واحد خلیفہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ ہی اس کے مستحق ہیں۔

ایک اور خط میں لکھا گیا: ہم بغیر امام کے ہیں۔ آپ تشریف لائیں تا کہ آپ کی مدد سے ہم حق پر جمع ہو جائیں۔ ایک خط میں لکھا: ''زمین سرسبز ہو چکی ہے آپ کی مدد کے لئے لشکر تیار ہے آپ تشریف لے آیئے۔''

مسلم بن عقیل کی کوفہ آمد

حضرت امام حسینؓ تو پہلے ہی یزید کی سلطنت سے نکلنا چاہتے تھے اور بعد کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ کو تخت وحکومت کی خواہش نہ تھی آپ تو یہ چاہتے تھے کہ خلافت نام کی یہ جو بگڑتی ہوئی شکل ہے جو ملوکیت کے رنگ میں ڈھل چکی ہے اور جبری طور پر اپنی بیعت کروانے پر مصر ہے اس سے نجات مل جائے اور کسی قسم کا خون خرابہ اور جھگڑا بھی نہ ہو۔

ایسی صورتحال میں اہل کوفہ کی طرف سے اشتیاق اور ہمدردی اور والہانہ محبت ووفا کے خطوط اور وعدے موصول ہوئے تو حضرت امام حسینؓ نے اپنے چچازاد معتمد حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ پہنچنے کا ارشاد فرمایا تا وہ وہاں کے سارے حالات کا جائزہ لے کر حقیقت حال کی اطلاع دیں۔ مسلم بن عقیل کے وہاں پہنچنے پر اہل کوفہ کی طرف سے ان کا پرتپاک عظیم الشان استقبال ہوا اور پہلے ہی دن ہزار ہا افراد حضرت امام حسینؓ کی بیعت پر متفق ہوگئے۔ اس صورتحال کے پیش نظر مسلم بن عقیل نے حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں لکھا کہ آپ بے خوف ہو کر کوفہ تشریف لائیں یہ سب آپ کے منتظر ہیں۔

حضرت امام حسینؓ کی کوفہ کے لئے تیاری

مسلم بن عقیل کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد حضرت امام حسینؓ کوفہ روانگی کی تیاری کرنے لگے۔ اس وقت کئی بزرگوں نے حضرت امام حسینؓ کے اس فیصلہ کی مخالفت کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے روتے ہوئے کہا کہ آپ وہاں نہ جائیں اور اگر جانا ہی ہے تو عورتوں اور بچوں کو نہ لے کر جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت عثمانؓ کی طرح اپنے گھر والوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے یہاں تک کہا کہ اگر آپ نے جانا ہی ہے تو یمن کی طرف چلے جائیں جہاں آپ کے والد کے انصاروں کی جماعت موجود ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ میں استخارہ کے بعد کوئی رائے قائم کروں گا اور جب اسی دن کی شام کو یا اگلے روز حضرت عبد اللہ بن عباس نے دوبارہ حضرت امام حسینؓ سے بات کی تو آپؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ میرے خیرخواہ ہیں لیکن اب میں نے مع اہل وعیال کوفہ جانے کا عزم کرلیا ہے۔

(البداية والنهاية، صفة مخرج الحسين إلى العراق)

حالات نے یکدم پلٹا کھایا

یہاں بظاہر تمام حالات حضرت امام حسینؓ کے حق میں دکھائی دیتے ہیں۔ ایک طرف اہل کوفہ کے عہد وپیمان اور اخلاص ووفا کے خطوط ہیں تو دوسری طرف مسلم بن عقیل کی توثیق اور آنکھوں دیکھا حال اس کی تصدیق کرتا ہے۔ علاوہ ازیں امام حسینؓ نے استخارہ کی بناء پر کوفہ کی طرف سفر کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اگر حالات کا دھارا اسی رَو میں بہتا رہتا تو آج تاریخ کچھ اور فیصلہ کر چکی ہوتی۔ لیکن یہی وہ مقام ہے جہاں حالات نے پلٹا کھایا ہے اور یکسر سارے کا سارا منظر ہی تبدیل ہو کر رہ گیا۔ اس کا مختصرً ا بیان کچھ یوں ہے کہ مسلم بن عقیل کے کوفہ آنے سے لوگوں میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہوئے تھے، اور ظاہر ہے اس سے یزید کی مخالفت میں اضافہ ہونے لگا تھا۔ کوفہ کے ہاتھ سے نکلنے کی خبریں یزید تک پہنچیں تو اس نے حالات کو قابو میں کرنے کے لئے وہاں پر عبیداللہ بن زیاد بن ابوسفیان کو بھیجا۔ اس نے آتے ہی بڑے بڑے مخالفوں کو گرفتار کرلیا اور ایسے سخت اقدامات کئے کہ جس کے نتیجہ میں حالات یکسر بدلنے لگے۔ ایسے میں مسلم بن عقیل کو بھی گرفتار کرلیا گیا اور نہایت اذیتناک طریق پر شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت امام حسینؓ کے حامیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا جانے لگا اور انجام کار، قتل اور تخویف کی ان کارروائیوں نے کوفہ والوں کی سوچ کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اب کوفہ والے وہ اہل کوفہ نہ تھے جنہوں نے ہزاروں کی تعداد میں امام حسین کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا عہد کیا تھا۔

ادھر حضرت حسینؓ ان تمام حالات سے بے خبر پہلی رپورٹ کے مطابق مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ حج کے ایام تھے۔ آپ نے حج کو عمرہ میں بدلا اور 3 ذی الحجہ 60ھ کو اس سفر کا آغاز فرمایا۔ آپ کے قافلہ میں کل 72/افراد تھے جن میں سے 14 خواتین تھیں۔ اس قافلہ نے مکہ سے کربلا تک پہنچتے پہنچتے 13 منازل پر پڑاؤ کیا۔ پہلی منزل تنعیم اور دوسری منزل صفاح نامی مقام پر ہوئی۔ یہاں پر مشہور شاعر فرزدق آپ سے ملا اور آپ کے ایک سوال کے جواب میں اس نے کہا کہ میری رائے میں کوفہ والوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں البتہ ان کی تلواریں بنوامیہ کی طرف ہیں۔ (حضرت امام حسنؓ بنو ہاشم سے تھے اور یزید بنو امیہ سے تھا۔)

تیسری منزل ذات العرق تھی جہاں حضرت امام حسینؓ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفر مدینہ سے آ کر آپ سے ملے اور آپ کو کوفہ کی بجائے مدینہ واپس لوٹنے کی تجویز دی۔ لیکن حضرت امام حسین نے فرمایا کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ نے مجھے ایک ارشاد فرمایا ہے جسے میں ہر صورت پورا کروں گا۔ لہٰذا اب واپسی محال ہے۔

چوتھی منزل ''حاجز'' تھی جہاں سے حضرت امام حسین نے کوفہ والوں کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ مسلم بن عقیل کا خط مجھے مل گیا ہے اور میں آپ لوگوں کے اشتیاق اور اصرار پر مکہ سے روانہ ہو چکا ہوں۔

آپ نے یہ خط اپنے قاصد قیس بن مسہر کے ہاتھ اہل کوفہ کو ارسال کر دیا۔

دوسری طرف جب کوفہ کے نئے ظالم گورنر ابن زیاد کو حضرت امام حسینؓ کے مکہ سے نکل کر کوفہ کی طرف سفر اختیار

کرنے کی خبر پہنچی تو اس نے مزاحمت کے لئے ایک لشکر روانہ کردیا جس نے راستہ میں قادسیہ کے مقام پر ڈیرے ڈال دیئے تھے اور چاروں طرف اپنے مخبر اور سوار پھیلا دیئے۔ جب امام حسینؓ کا قاصد قیس مذکورہ بالا خط لے کر قادسیہ کے علاقے میں پہنچا تو اس لشکر کے آدمیوں نے اسے گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا۔ اور ابن زیاد کے حکم سے انہیں بلندی سے گرا کر شہید کردیا گیا۔

مسلم بن عقیل کی شہادت کی اطلاع اور امامؓ کا عزم

حاجر مقام پر پہنچنے تک حضرت امام حسین کو ان کے چچازاد مسلم بن عقیل کی شہادت اور حالات کی تبدیلی کا علم نہ ہوا تھا۔ چنانچہ جب آپ اگلی منزل ثعلبیہ پر پہنچے تو آپ کو مسلم بن عقیل کی شہادت کی اطلاع ملی۔ اور یہ اطلاع ملتے ہی حالات کی سنگینی کا بھی بخوبی اندازہ ہوگیا۔ یہاں ایک بار پھر آپ کے بعض قریبی خیرخواہوں نے آپ کو دوبارہ مشورہ دیا کہ کوفہ نہ جائیں کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی حمایت وہاں ختم ہوچکی ہے۔ ان مشوروں کو سن کر مسلم بن عقیل کے خاندان والوں نے کوفہ جا کر اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لینے پر اصرار کیا چنانچہ یہ سفر جاری رہا۔ راستے میں مختلف مقامات پر آپؓ سے محبت رکھنے والے اور عقیدتمند بھی آپ کے قافلے میں شامل ہوتے رہے اور جب کچھ اور منازل طے ہوجانے کے بعد آپ کے بعض محبوں کی شہادت کی خبر ملی اور حالات کی مزید سنگینی کا اندازہ ہوا تو آپ نے ایک جگہ رک کر تقریر کرتے ہوئے فرمایا: آپ لوگ جانتے ہیں کہ جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے تھے (یعنی اہل کوفہ) انہوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے آپ میں سے بھی جو ہمیں چھوڑ کر جانا چاہتا ہے وہ جا سکتا ہے اس پر کوئی الزام نہ ہوگا۔

یہ بات سن کر بہت سے لوگ جو راستے میں مختلف مقامات پر ساتھ مل گئے تھے تتّر بتّر ہوگئے اور اب کم وبیش وہی لوگ رہ گئے جو مکّہ سے روانگی کے وقت اس قافلہ کا حصہ تھے۔

جب یہ قافلہ اپنی نویں منزل ''اشراف'' پر اترا تو محرم الحرام کا مہینہ شروع ہوچکا تھا۔ یہاں حُر بن یزید ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا اور امام حسینؓ کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ لیکن حُرّ نے اپنے لشکر سمیت حضرت امام حسین کی اقتداء میں ہی نماز ظہر وعصر ادا کیں۔ امام حسینؓ نے انہیں بتایا کہ میں اہل کوفہ کے اصرار پر یہاں آیا ہوں اور انہیں وہ خط بھی دکھائے جو اہل کوفہ نے لکھے تھے۔ حُرّ نے کہا کہ ہمارا ان خطوط کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پھر آپؓ نے اس لشکر کو مخاطب ہوکر فرمایا: اے لوگو! اگر تمہاری رائے پھر گئی ہے تو مَیں واپس چلا جاتا ہوں۔ مگر حُرّ نے کہا کہ مجھے حکم ہے کہ آپ کو واپس نہ جانے دوں۔ میں آپ کی تعظیم کرتا ہوں مگر یا تو آپ کوفہ چلیں یا پھر وہ راستہ اختیار کرلیں جو نہ تو آپ کو کوفہ پہنچائے اور نہ مدینہ، اور اس دوران آپ یزید کو خط لکھیں شاید کوئی راہ نکل آئے۔ حُرّ کی اس روش سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس کے دل میں حضرت امام حسین کی عظمت اور محبت ڈال دی تھی اسی لئے وہ آپ سے حد درجہ نرمی کا سلوک کر رہا تھا۔ اور اس کا نتیجہ اگلی سطور میں مذکور ہے۔

اگلے روز آپؓ کو اطلاع ملی کہ آپ کے قاصد قیس بن مسہر کو بھی شہید کردیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ اشرافِ کوفہ کو بڑی بڑی رشوتیں دے کر مخالفت پر آمادہ کرلیا گیا ہے۔ یہ صورتحال دیکھ کر آپؓ کے بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ حُرّ بن یزید کا لشکر تو چھوٹا ہے اس کے بعد بڑے لشکروں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ اس کے ساتھ مقابلہ کرکے کسی محفوظ جائے پناہ کی طرف چلے جائیں۔ **آپؓ نے فرمایا مَیں جنگ میں پہل نہیں کرنے والا۔**

کربلا میں ورود

2 محرم الحرام کو ابن زیاد کا ایک قاصد آیا اور اس نے حُرّ کو پیغام دیا کہ حسین کو گھیر کر ایسے چٹیل میدان میں اتارو جہاں کوئی پانی کا چشمہ یا قلعہ وغیرہ نہ ہو۔ یہاں پھر آپ کے ساتھیوں نے مزاحمت کا مشورہ دیا **لیکن آپ نے جنگ کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کردیا** اور 2 محرم الحرام کو آپ میدان کربلا میں اترے۔

یوں 3 ذی الحجہ 60ھ کو اپنا سفر شروع کرنے والا یہ قافلہ ایک ماہ میں تقریباً 900 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد 2 محرم الحرام 61ھ کو کربلا کے میدان میں پہنچ گیا۔

3 محرم الحرام کو عمرو بن سعد کوفہ سے مزید 4 ہزار فوج لے کر پہنچ گیا۔ جسے یہ حکم ملا تھا کہ یزید کے نام پر امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں سے بیعت لی جائے باقی معاملات بعد میں طے ہوں گے۔ چار پانچ روز بعد دوسرا حکم یہ ملا کہ حسین اور اس کے ساتھیوں پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا جائے۔ پانی پر پہرے بٹھا دیئے گئے اور ان مٹھی بھر افراد کو طرح طرح کی اذیت دینے کیلئے ہزاروں کے لشکر ہمہ وقت تیار رہنے لگے۔

جنگ کا پیغام

9 محرّم کو ابن سعد جنگ کا پیغام لے کر آیا۔ حضرت امام حسین نے ساری صورتحال کو دیکھتے ہوئے ابن سعد سے کہا کہ میرے لئے ایک رات کی مہلت طلب کروتا میں یہ رات خدا کے حضور عبادت، تلاوت قرآن کریم اور دعا واستغفار میں گزار لوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے غمخوار بہادروں کو اکٹھا کیا اور فرمایا:

تم لوگ میرے بہترین اور وفادار ساتھی ثابت ہوئے ہو۔ خدا تم لوگوں کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔ میں تم لوگوں کو بخوشی واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ رات ہو چکی ہے، ایک ایک اونٹ پکڑ واور ایک ایک میرے اہل بیت کا ہاتھ پکڑو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ یہ لوگ تو مجھے ہی ڈھونڈیں گے اور میرے بعد انہیں کسی کی تلاش نہ رہے گی۔ اس تقریر کے جواب میں آپ کے ساتھیوں کی تقریریں صدق ووفا کی داستانوں میں سنہری حروف سے لکھی جانے کے قابل ہیں جن کی چمک میں کربلا کے میدان میں بہائے جانے والے خون نے اور بھی اضافہ کردیا۔ آپ نے ضروری انتظامات کے بعد باقی رات متضرعانہ دعاؤں میں خدا کے حضور راز ونیاز میں گزاری۔

یوم عاشور

اگلا روز یوم عاشور یعنی 10 محرّم کا دن تھا۔ طلوع آفتاب کے ساتھ ہی حسینی لشکر افواجِ یزید کے مقابل آن کھڑا ہوا۔ حق وباطل کا معرکہ شروع ہونے والا تھا۔ 72 جانثاروں کے مقابل پر کئی ہزار کا لشکر جوش مار رہا تھا۔

جنگ سے پہلے اتمام حجت کی خاطر امام حسینؓ نے عمامۂ رسول سر پر رکھا اور اونٹ پر سوار ہوکر لشکرِ ابن سعد کے سامنے گئے اور فصیح وبلیغ طویل ترین خطاب فرمایا جس میں آپ نے خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت واحترام اور ان سے نسبت کی وجہ سے اپنے مقام ومرتبہ کی طرف توجہ دلائی، نیز بعض افراد کا نام لے لے کر پکارا کہ کیا تم نے نہیں خط لکھا تھا کہ آجاؤ ہم تمہاری نصرت کریں گے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اب یہ باتیں مفید نہیں ہیں۔

آغاز جنگ

امام حسین خطاب کے بعد واپس لوٹ رہے تھے کہ ایسے میں ایک شخص ڈھال نیچے کئے ہوئے آپ کی طرف بڑھا اور آپ کے قدموں میں گر گیا۔ یہ حُرّ بن یزید تھا جسے ابن زیاد نے لشکر دے کر بھیجا تھا اور جو آپ کو اسی لشکر کے ساتھ کربلا کے میدان تک لایا تھا۔ اس نے امام حسین کے قدموں پر گر کر معافی مانگ لی۔ امام نے فرمایا کہ تمہاری توبہ قبول ہوگئی، تمہیں بشارت ہو کہ تم دنیا وآخرت میں حُرّ (یعنی آزاد) ہو۔ اسکے بعد امام خیمہ کی طرف لوٹے تو ابن سعد نے تیر چلا کر اعلان جنگ کر دیا۔ آغاز جنگ ہوا تو مبارزت شروع ہوئی۔ امام حسینؓ سے دعا لے کر فدائی میدان جنگ میں جانے لگے۔ سفر کی تھکن سے چُور بھوکے پیاسے یہ شیر نہایت دلیری سے لڑتے اور بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے شہید ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ اہل بیت کے نونہالوں کی باری آن پہنچی۔ امام کے صاحبزادے علی اکبر میدان میں نکلے تو دشمنوں نے آپ کے جسم کے ٹکڑے کردیئے۔ اس کے بعد خاندانِ اہل بیت کے نوجوان اپنے خون سے چمن اسلام کی آبیاری کرنے لگے۔ علی اکبر کے بعد عبداللہ، عبدالرحمٰن، نیز امام حسن کے صاحبزادے قاسم اور ان کے بھائی ابوبکر، جعفر، عثمان اور پھر عباس شہید ہوئے۔ بالآخر حسین ابن علی باقی بچے۔ آپ جدھر جاتے دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل جاتے۔ دوسری طرف شمر ذی الجوش اپنے لشکر کو تیراندازی اور تلوار کے حملوں پر اکسا رہا تھا۔ ایک نہتہ کب تک ان کا مقابلہ کرتا۔

شہادتِ حسینؓ

''روایات میں آتا ہے کہ جب آپ کے لشکر پر دشمنوں نے غلبہ پالیا تو آپؓ نے اپنے گھوڑے کا رُخ فرات کی طرف کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ ندی اور ان کے درمیان حائل ہوجاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کا راستہ روک لیا اور دریا تک نہ جانے دیا۔ اُس شخص نے آپ کو ایک تیر مارا جو آپ کی ٹھوڑی کے نیچے پیوست ہوگیا۔ شمر کی ہلّا شیری کے بعد چاروں طرف سے آپ پر تیر وتلوار کی بارش ہوگئی اور بالآخر سنان بن انس نے ایک نیزہ مارا جو آپ کے دہن مبارک میں آلگا پھر اسی بدبخت نے آگے بڑھ کر وہ سر جو بوسہ گاہِ سرورِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم تھا جسمِ اطہر سے کاٹ کر الگ کر دیا۔

راوی آپ کی جنگ کی حالت کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ عمامہ باندھے، وسمہ لگائے ہوئے پیدل اس طرح جنگ کر رہے تھے جیسے کوئی غضب کا شہسوار تیروں سے بچتے ہوئے حملہ کرتا ہے۔ شہادت سے قبل آپ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے بعد بندگانِ خدا میں سے تم کسی بھی ایسے بندے کو قتل نہیں کرو گے جس کے قتل پر میرے قتل سے زیادہ خدا تم سے ناراض ہو۔ واللہ مجھے تو یہ امید ہے کہ اللہ تمہیں ذلیل کرکے مجھ پر کرم کرے گا۔ پھر میرا انتقام تم سے اس طرح لے گا کہ تم حیران ہوجاؤ گے۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان جنگ کے سامان پیدا کردے گا اور تمہارا خون بہایا جائے گا اور اللہ اس پر بھی راضی نہیں ہوگا یہاں تک کہ تمہارے لئے عذابِ الیم کو کئی گنا بڑھا دے۔ آپؓ کی شہادت کے بعد کوفیوں نے خیموں کو لُوٹنا شروع کردیا حتیٰ کہ عورتوں کے سروں سے چادریں تک اتارنا شروع کردیں۔ عمرو بن سعد نے منادی کی کہ کون کون اپنے گھوڑوں سے حضرت امام حسین کو پامال کرے گا؟ یہ سن کر دس سوار نکلے جنہوں نے اپنے گھوڑوں سے آپؓ کی نعش کو پامال کیا یہاں تک کہ آپ کے سینے اور پشت کو چُور چُور کر دیا۔ اس لڑائی میں حضرت امام حسینؓ کے جسم پر تیروں کے 45 زخم تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق تینتیس زخم نیزے کے اور تینتالیس زخم تلوار کے تھے اور تیروں کے زخم ان کے علاوہ تھے۔ اور پھر ظلم کی یہ انتہا ہوئی کہ حضرت امام حسینؓ کا سر کاٹ کر، جسم سے علیحدہ کرکے اگلے روز عبیداللہ بن زیاد گورنر کوفہ کے پاس بھیجا گیا اور گورنر نے حضرت امام حسینؓ کا سر کوفہ میں نصب کر دیا۔ اس کے بعد زہر بن قیس کے ہاتھ یزید کے پاس سر بھیج دیا گیا۔'' (ماخوذ از تاریخ الطبری جلد 6 صفحہ 243 تا 250 ۔ خلافة يزيد بن معاويه۔ دارالفکر بیروت 2002ء) (ماخوذ از تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ صفحہ 51 تا 78۔ نفیس اکیڈیمی کراچی ایڈیشن 1998ء) منقول از خطبہ جمعہ فرمودہ 10 دسمبر 2010ء)

زینب کی دردناک دہائی

کربلا کے میدان سے گزرتے ہوئے جب حضرت امام حسینؓ کی بہن زینب اور دیگر خواتین کی نظر اپنے پیاروں پر پڑی تو زخم زخم دل، اشک اشک آنکھوں اور درد درد آواز میں زینب نے کہا:

ہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ترا حسینؓ ہے جو خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے، جس کا جسم پارا پارا کردیا گیا ہے، اور یہ ہیں تیری بیٹیاں جو قیدی بنالی گئی ہیں۔ خدا کے حضور ہی ان دکھوں کی شکایت ہے۔...... ہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ حسین ہے جو کھلے میدان میں مقتول پڑا ہے۔ جس کے لاشے پر ہوائیں ریت اور مٹی اڑا رہی ہیں۔ اسے سرکشوں اور بازاری عورتوں کی اولاد نے شہید کردیا ہے۔ میں ان غم وکرب کے تھپیڑوں کو کہاں لے جاؤں! اصل میں تو آج میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے ہیں۔ اے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آؤ اور دیکھو کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریّت کو کیسے قیدیوں کی طرح ہانک کر لے جایا جا رہا ہے۔

گو واقعۂ شہادت حسینؓ کے بارہ میں روایات میں بہت زیادہ مبالغہ بھی راہ پا گیا ہے اور ہوسکتا ہے اس مذکورہ دہائی کے کلمات میں بھی کسی کے خیال کی آمیزش شامل ہوگئی ہو لیکن شہادتِ حسینؓ کے بعد کربلا کو ایک نظر دیکھنے والے کے سینے میں دل ہو تو وہ شاید اس سے بھی دردناک الفاظ میں نالے بلند کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔

قدرت کا انتقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ''یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔''

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 37-36)

ظاہری طور پر تو یزید اور اس کے ساتھی خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے لیکن قدرت کے انتقام کا ایک یہ طریق بھی ہے کہ ظالم کی اولاد کی زبانی اس کے باپ دادا کے ظلم اور غلطیوں کا اعتراف کروایا جائے۔ ایسا ہی واقعہ یزید کے ساتھ ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی کتاب 'خلافتِ راشدہ' میں ذکر کیا کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ:

''یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا تخت نشین ہوا، جس کا نام بھی اپنے دادا کے نام پر معاویہ ہی تھا تو لوگوں سے بیعت لینے کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا اور چالیس دن تک باہر نہیں نکلا۔ پھر ایک دن وہ باہر آیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہنے لگا کہ میں نے تم سے اپنے ہاتھ پر بیعت لی ہے مگر اس لئے نہیں کہ مَیں اپنے آپ کو تم سے بیعت لینے کا اہل سمجھتا ہوں بلکہ اس لئے کہ مَیں چاہتا تھا کہ تم میں تفرقہ پیدا نہ ہو اور اس وقت سے لے کر اب تک مَیں گھر میں یہی سوچتا رہا کہ اگر تم میں کوئی شخص لوگوں سے بیعت لینے کا اہل ہو تو مَیں یہ اَمارت اس کے سپرد کردوں اور خود بری الذمہ ہوجاؤں مگر باوجود غور کرنے کے مجھے تم میں سے کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا۔ اس لئے اے لوگو! یہ اچھی طرح سُن لو کہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں اور مَیں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا باپ اور میرا دادا بھی اس منصب کے اہل نہیں تھے۔ میرا باپ حسینؓ سے درجہ میں بہت کم تھا اور اُس کا باپ حسنؓ حسینؓ کے باپ سے کم درجہ رکھتا تھا۔ علیؓ اپنے وقت میں خلافت کا زیادہ حقدار تھا اور اس کے بعد بہ نسبت میرے دادا اور باپ کے حسن اور حسین خلافت کے زیادہ حقدار تھے۔ اس لئے میں اس امارت سے سبکدوش ہوتا ہوں۔''

(خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 558-557)

حضرت امام حسین کا مقصد کیا تھا؟

حضرت امام حسینؓ کو تخت وحکومت کی خواہش نہ تھی آپ تو یہ چاہتے تھے کہ خلافت نام کی یہ جو بگڑتی ہوئی شکل ہے جو ملوکیت کے رنگ میں ڈھل چکی ہے اور جبری طور پر اپنی بیعت کروانے پر مصر ہے اس سے نجات مل جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 580 مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اپنے 10 /دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

''حضرت امام حسینؓ کا ایک مقصد تھا۔ آپ حکومت نہیں چاہتے تھے۔ آپ حق کو قائم کرنا چاہتے تھے اور وہ آپ نے کر دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی بڑی اعلیٰ تشریح فرمائی ہے کہ وہ اصول جس کی تائید میں حضرت امام حسین کھڑے ہوئے تھے یعنی انتخابِ خلافت کا حق اہلِ ملک کو ہے، جماعت کو ہے۔ کوئی بیٹا اپنے باپ کے بعد بطور وراثت اس حق پر قابض نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ یہ اصول آج بھی ویسا ہی مقدس ہے جیسا کہ پہلے تھا بلکہ حضرت امام حسین کی شہادت نے اس حق کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ پس کامیاب حضرت امام حسین ہوئے نہ کہ یزید۔''

(ماخوذ از 'کامیابی'۔ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 589)

حضرت امام حسینؓ کا مقصد لڑائی اور قتل وخون ہرگز نہ تھا بلکہ ہر مقام پر آپ کا یہ فرمانا کہ میں جنگ میں پہل نہیں کروں گا آپ کے واضح موقف کی کھلی دلیل ہے۔ نیز ایک موقعہ پر آپ نے کھل کر کہا کہ میں جنگ نہیں چاہتا۔ اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''بیعت نہ کرنے کے باوجود حضرت امام حسین نے صلح کی کوشش کی تھی اور جب آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں کا خون بہنے کا خطرہ ہے تو اپنے ساتھیوں کو واپس بھیج دیا۔ انہوں نے کہا تم جو جا سکتے ہو مجھے چھوڑ کر جاؤ۔ اب یہ اور حالات ہیں۔ جو چند ایک آپ کے ساتھ رہنے پر مصر تھے وہ تقریباً تیس چالیس کے قریب تھے یا آپ کے خاندان کے افراد تھے جو ساتھ رہے۔ پھر آپ نے یزید کے نمائندوں کو یہ بھی کہا کہ میں جنگ نہیں چاہتا۔ مجھے واپس جانے دو تاکہ میں جا کر اللہ کی عبادت کروں۔ یا کسی سرحد کی طرف جانے دو تاکہ میں اسلام کی خاطر لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ یا پھر مجھے اسی طرح یزید کے پاس لے جاؤ تاکہ مَیں اسے سمجھا سکوں کہ کیا حقیقت ہے۔ لیکن نمائندوں نے کوئی بات نہ مانی۔''

(تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ جلد 2 صفحہ 68 نفیس اکیڈیمی کراچی ایڈیشن 1998ء)

کیا شیعہ سنّی اختلاف اس واقعہ سے شروع ہوا؟

بعض ذہنوں میں یہ غلط فہمی رواج پا گئی ہے کہ شیعہ سنی اختلاف کی بنیاد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین نزاع سے پڑی یا اس کی ابتداء حضرت حسینؓ کی شہادت سے ہوئی۔

دراصل یہ دونوں باتیں ہی درست نہیں ہیں۔ کیونکہ گو انفرادی طور پر تو بعض ایسے امور کے بارہ میں وقتاً فوقتاً آواز اٹھی جنہیں بعد میں شیعہ عقائد میں شامل کر لیا گیا لیکن مختلف عقائد واصول کی بناء پر ایک الگ فرقہ کے طور پر شیعہ کا تصور بہت بعد کا واقعہ ہے۔ بنیادی عقائد کے لحاظ سے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں میں شاید کوئی فرق نہ تھا۔ اور نعوذ باللہ یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت علیؓ اور آپ کے ساتھی آج کے شیعہ عقائد کے حامل تھے اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے منکر تھے اور حضرت معاویہؓ اور آپ کے ساتھی آج کے اہل سنت کے عقائد رکھتے تھے۔ اور اگر بفرضِ محال یہ مان بھی لیا جائے تو پھر جب حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا فیصلہ کیا تو **کیا سب شیعہ اہل سنّت بن گئے تھے؟**

اسی طرح حضرت امام حسینؓ اور آپ کے مقابلہ پر یزید اور اس کے کارندوں او رافواج کے بارہ میں بھی کہنا درست نہیں کہ امام حسینؓ اور آپ کے ساتھی شیعہ فرقہ تھا اور یزید اور اس کے ساتھی اہل سنت تھے۔ دراصل اس وقت تک نہ شیعہ اور نہ اہل سنّت کا تصور تھا بلکہ سب مسلمان تھے تاہم جو یزید نے اور اس کے ساتھیوں نے کیا اس کا تو اسلام کی طرف منسوب کسی فرقے کے عقائد سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے ان کو اہلسنّت کہنا حد درجہ کا ظلم ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کی شہادت کے بعد بعض اہل کوفہ کو ضمیر نے ملامت کی تو اپنے گناہوں کے کفّارہ کے لئے انہوں نے اموی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ روایات کے مطابق مختار بن یوسف الثقفی نے ایسے لوگوں کی قیادت کی اور ہر سال دس محرم الحرام کو سوگ منایا جانے لگا۔

(الکامل فی التاریخ، البدایۃ والنہایۃ)

شاید بعد میں اس میں غلو کی وجہ سے دیگر امور بھی شامل ہوتے گئے۔ بہر حال اگر لفظی معنے کے طور پر ان کو بعد میں شیعہٴ حسین کا نام دیا بھی جائے تب بھی ان لوگوں کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ایسے شیعہ تھے جو اہل سنت کے خلاف لڑ رہے تھے۔ کیونکہ خود ان کے عقائد اہل سنّت کے عقائد تھے۔ اور ان کی علیحدگی اور اموی حکومت کے خلاف خروج ایک سیاسی دھڑے بندی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

لہذا اعتقادی اعتبار سے شیعہ کا بحیثیت ایک فرقہ کے اس عرصہ میں بھی کوئی وجود نہ تھا۔ بلکہ جن اوائل شخصیات کو شیعہ اپنا امام گردانتے ہیں وہ دیگر مسلمان علماء اور آئمہ کی طرح صحابہ کے مسلک پر تھے۔ مثلاً حضرت امام حسینؓ کے بیٹے حضرت علی زین العابدین مسلمانوں کی عالم فاضل اور زاہد شخصیت تھے اور ان کے بارہ میں صحابہ کرام اور تابعین کے مسلک کے خلاف عقائد رکھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان کے دو بیٹے تھے ایک محمد الباقر اور دوسرے زید۔ یہ دونوں بھی صحابہ اور تابعین کے نقش قدم پر تھے۔ زید سے کسی نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں ان دونوں کو اپنا بزرگ مانتا ہوں اور میں نے اپنے والد صاحب یعنی علی زین العابدین سے ان کے بارہ میں ہمیشہ اچھا کلام ہی سنا ہے۔ گو زید کے نام پر ''زیدیہ'' فرقہ بنا لیکن اس کے اسباب بھی سیاسی تھے۔

چنانچہ یہاں تک بھی شیعہ عقائد کے حامل فرقہ کا تصور موجود نہ تھا۔ بلکہ آہستہ آہستہ یہ عقائد بعد کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ شیعہ بھی ایک فرقہ نہیں بلکہ ان کے آپس کے فرقوں کی تعداد اہل سنت کے فرقوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ تفصیل کے لئے شیعہ مؤلف ابو محمد الحسن بن موسی النوبختی متوفی 310ھ کی تالیف **فِرَق الشیعة** ملاحظہ ہو جس میں مرحلہ وار شیعہ کی تقسیم در تقسیم کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح شیعہ مؤلف خواجہ نصیر الدین طوسی متوفی 672ھ نے اپنی کتاب **تَحصِیل المُحَصَّل المعروف بنقد المحصل** کے صفحہ 413 پر بعض قدماء شیعہ کے حوالے سے شیعہ فرقوں کی تعداد 73 درج کی ہے۔

محرم الحرام اور شیعہ حضرات

تاریخِ ادیان وفرق گواہ ہے کہ تازہ بتازہ الٰہی ہدایت کے انقطاع اور نور نبوت سے دوری کی وجہ سے دین میں اختلاف راہ پا گیا اور اس صورتحال نے فرقوں کو جنم دیا۔ صحیح راستے سے انحراف کی وجہ سے ان فرقوں کے عقائد بگڑتے رہے اور بدعات وخلافِ شریعت امور کی بہتات ہوتی گئی۔ عیسائیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے ایک ضعیف انسان کے بارہ میں اتنا غلو کیا کہ اسے خدا ہی بنا ڈالا۔ شاید یہی حال بعض اسلامی فرقوں کا ہوا۔ شیعہ حضرات نے بھی ہر سال حضرت امام حسینؓ کی یاد منانی شروع کی تو اسے بعض روایات سے تقویت دی گئی۔ یعنی بعض ایسی روایات نقل کی گئیں جن میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین کو ان کی ولادت کے بعد اپنی گود میں اٹھایا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ جب آپ سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جبریل نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔

اس حدیث اور اس طرح کی دیگر روایات سے یہ استدلال کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ساری امّت کا فرض ہے کہ ہر سال ایسا کرے۔ پھر اس کام کا بہت زیادہ اجر بھی بیان ہونے لگا۔ حتی کہ بعض آئمہٴ شیعہ کی طرف منسوب بعض اقوال بھی اس کی تائید میں پیش کئے جانے لگے۔ مثلاً حضرت امام علی الرضا کی طرف منسوب یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر قسم کا جزع فزع کرنا اور رونا پیٹنا مکروہ ہے لیکن حسین علیہ السلام کی شہادت پر جزع فزع اور رونا مکروہ نہیں بلکہ ماجور ہے۔ یعنی اس کا اجر وثواب ملے گا۔

(الأمالی تالیف محمد بن الحسن الطوسی صفحہ 162 روایت نمبر 268)

علاوہ ازیں شیعہ کتب اس موقعہ پر رونے کے فضائل سے بھری پڑی ہیں۔ مثال کے طور پر لکھا ہے کہ جس نے اس موقعہ پر 100 لوگوں کو رلایا اس کے لئے جنت ہے۔ پھر یہ تعداد کم ہوتے ہوتے اسی روایت میں یہاں تک پہنچتی ہے کہ جو خود رویا اور اس نے غمِ حسینؓ میں ایک شخص کو بھی رلا دیا اس کے لئے بھی جنت ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب: مکیال المکارم تالیف میرزا محمد تقی الاصفہانی جلد 2 صفحہ 159)

ظاہر ہے کہ اسی اجر وثواب کو کثرت سے حاصل کرنے کی خواہش نے اس غم وحزن کے مختلف اور بعض اوقات متشدد ترین مظاہر کو جنم دیا ہے۔ حتی کہ بعض نماز روزہ وغیرہ اعمال کی پابندی تو نہیں کرتے بس محرم کے ان دس دنوں میں رونے اور رلانے کو ہی اپنی نجات کے لئے کافی سمجھ بیٹھے ہیں۔ بعض ایسے غالی شیعہ حضرات کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ان کے نزدیک اگر اعمال کی ضرورت ہے تو فقط اتنی کہ ان (امام حسینؓ۔ ناقل) کے مصائب کو یاد کر کے آنکھوں سے آنسو گرا لئے، یا کوئی سینہ کوبی کر لی۔ سارے اعمالِ حسنہ کی روح یہی اشک باری اور سینہ کوبی ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ اس کو نجات سے کیا تعلق ہے؟''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 701۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بلا شبہ حضرت امام حسینؓ نہایت مقدس اور بزرگ امام تھے۔ لیکن کیا حضرت امام حسین کا مرتبہ اور مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے؟ یہ درست ہے کہ آپ نے حق وصداقت کے لئے اپنی جان کی قربانی دی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جو دکھ اور تکالیف اٹھانا پڑیں کیا وہ امام حسینؓ کی اذیتوں سے کم تھیں؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا صدمہ کیا امام معصوم کی شہادت سے کم تھا؟ پھر حضرت علی، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا گیا کیا ان کی شہادت کے واقعات کم اندوہگین تھے۔ کیا حضرت عبداللہ بن الزبیر اور حضرت حمزہ اور حضرت امام حسین کے بڑے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہم کی شہادت کم المناک تھی؟ پھر ان سب کو نظر انداز کر کے صرف حضرت امام حسینؓ کی شہادت کو ہر سال ایک ایسے مخصوص طریق پر منانے سے خود آئمہ شیعہ نے بھی روکا ہے۔ مثلاً خود حضرت امام حسین نے اپنی بہن زینب کو وصیت کی تھی کہ میری وفات پر گریبان چاک نہ کرنا، بال نہ کھولنا، منہ پر طمانچہ نہ مارنا۔

(کتاب الفتوح تالیف احمد بن اعثم الکوفی متوفی 314ھ ج5 ص84)

علاوہ ازیں نہج البلاغہ، تفسیر الصافی اور تفسیر القمی وغیرہ میں بھی ایسے امور کی مناہی بیان ہوئی ہے۔

محرم الحرام کیسے منایا جائے؟

حضرت امام حسینؓ نہایت مقدس اور بزرگ امام تھے۔ ایسے مقدس ومطہر وجود کے اسوہ کی پیروی کرنا ہر مومن کا شیوہ ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

''حسینؓ طاہر مطہّر تھا اور بلا شبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور **اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے** اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 653-654)

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کو منانے کا صحیح طریق کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ان (امام حسینؓ۔ ناقل) کی شان میں بہت بڑا غلو کیا گیا ہے...... **جب تک وہ طریق اختیار نہ کیا جاوے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور جس پر حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ نے قدم مارا تھا کچھ بھی نہیں مل سکتا**۔ یہ تعزیئے بنانا اور نوحہ خوانی کرنا کوئی نجات کا ذریعہ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے کا طریقہ نہیں ہو سکتا خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے۔ سچی پیروی الگ چیز ہے اور محض مبالغہ ایک الگ امر ہے۔ **جب تک انسان انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کے رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا اُن سے محبت اور ارادت کا دعویٰ محض ایک خیالی امر ہے** جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 533۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؑ نے فرمایا:

''انہوں نے فقط اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ یہ کبھی ان کو خواہش نہیں ہوتی کہ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی اتباع میں ایسے کھوئے جاویں کہ **خود حسین بن جاویں**۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ اس وقت تک نجات نہیں جبتک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے۔۔۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ جس قدر انبیاء ورسل گذرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں۔ اسلئے کہ ان کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اُسوہ پر چلیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 407۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

سو محرم الحرام کو منانے کا بہترین طریق یہ ہے کہ ہمیں خود حسینؓ بننے اور ان کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ تو پوری زندگی پر محیط ایک جُہد مسلسل کا نام ہے۔ لیکن محرم الحرام کے ایام میں خاص طور پر ہمیں کیا کرنا چاہئے اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی اس کی خاص تحریک فرمائی تھی تو مَیں بھی اس کا اعادہ کرتے ہوئے یاد دہانی کرواتا ہوں کہ اس مہینے میں درود بہت پڑھیں۔ یہ جذبات کا سب سے بہترین اظہار ہے جو کربلا کے واقعہ پر ہوسکتا ہے، جو ظلموں کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہنے کے لئے ہوسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا گیا یہ درود آپ کی جسمانی اور روحانی اولاد کی تسکین کا باعث بھی بنتا ہے۔ ترقیات کے نظارے بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاروں سے پیار کا بھی یہ ایک بہترین اظہار ہے۔...... اللہ تعالیٰ ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر درود پڑھنے کی، زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پھر یہ درود جو ہے ہماری ذات کے لئے بھی برکتوں کا موجب بننے والا ہو۔...... اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کی محبت کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا رہے۔ ہمیشہ درود بھیجنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 /دسمبر 2010)

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت منشی صادق حسین صاحب مختار

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6؍اکتوبر 2010ء میں حضرت منشی صادق حسین صاحب مختار آف اٹاوہ ولد حکیم وارث علی صاحب کا تعارف شامل اشاعت ہے۔

حضرت منشی صاحبؓ 11؍اپریل 1889ء کو پیدا ہوئے اور آپؓ کی وفات 6؍اکتوبر 1949ء کو ہوئی۔ رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت 80ویں نمبر پر درج ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ’’تحفہ قیصریہ‘‘ اور ’’کتاب البریہ‘‘ میں آپؓ کا نام ڈائمنڈ جوبلی کے جلسہ اور پُرامن جماعت کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے۔ آپؓ ایک کامیاب وکیل اور پختہ قلم کار تھے اور ایک ماہنامہ ’’صبح صادق‘‘ نکالا کرتے تھے۔ ایک ماہانہ مشاعرہ کے بھی نگران تھے جس میں داغ دہلوی اور امیر مینائی جیسے شعراء بھی اپنا کلام پیش کرتے تھے۔ آپؓ کی پوری زندگی قلمی جہاد میں گزری اور متعدد تصانیف ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20اکتوبر 2010ء میں محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے خاوند محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اخلاق حسنہ پر روشنی ڈالی ہے۔ قبل ازیں محترم صاحبزادہ صاحب کا ذکرخیر الفضل انٹرنیشنل 9؍مئی 2008ء اور 28جون 2013ء کے اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔

محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ محترم صاحبزادہ صاحب کی شادی 16؍ اکتوبر 1952ء کو خاکسار سے ہوئی۔ ابا جان (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ) کی وفات سے چند ماہ قبل حضرت اماں جانؓ حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے رشتہ لے کر آئیں تو ابا جان نے کہا کہ میری بیٹیاں حضرت خلیفۃالمسیح کے سپرد ہیں جو اُن کا منشاء ہو مَیں اس پر راضی ہوں۔ اس طرح یہ رشتہ طے ہو گیا۔ اکتوبر 1952ء میں محترم میاں صاحب پندرہ دن کے لئے قادیان سے ربوہ آئے، شادی ہوئی جس کے بعد میرے کچھ کاغذات حاصل کرنے کے لئے ہم شیخوپورہ گئے تو واپسی پر رستہ میں حضورؓ کی دوسری گاڑی ملی جس میں آپ کی والدہ اور بھائی بیٹھے تھے۔ انہوں نے حضورؓ کا ایک خط آپ کو دیا کہ جہاں تمہیں یہ خط ملے واپس لاہور چلے جانا کیونکہ یہ اطلاع ملی ہے کہ تمہیں یہاں روک لیا جائے گا اس لئے فوراً لاہور پہنچ کر جہاز کی سیٹ کراؤ۔ اگر سیٹ نہ ملے تو چارٹر جہاز کرا کر بھی جانا پڑے تو چلے جانا کیونکہ اگر تم یہاں رہ گئے تو مجھے ڈر ہے کہ قادیان خالی نہ ہوجائے۔

حضورؓ کی چٹھی پڑھتے ہی آپ نے فوراً گاڑی مُڑوالی اور لاہور روانہ ہوگئے۔ ایک ہی غم تھا کہ جاتے ہوئے حضورؓ سے نہ مل سکوں گا۔ اگلی صبح ابھی دس نہیں بجے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت چھوٹی آپا بھی لاہور پہنچ گئے۔ حضورؓ نے میاں مظفر احمد صاحب کو بلایا تو انہوں نے بتایا کہ یہ صرف افواہ ہے اور تسلی دلائی کہ پانچ دن کے بعد اپنے پروگرام کے مطابق یہ قادیان جائیں۔ چنانچہ پھر ایسے ہی کیا گیا۔ حضورؓ خود ایئرپورٹ پر آئے اور جب تک جہاز نظر آتا رہا دیکھتے رہے۔ خاکسار پاسپورٹ سسٹم جاری ہونے کے بعد مارچ 1953ء میں قادیان پہنچی۔ اس وقت قادیان میں تھوڑی سی عورتیں تھیں۔ آپ نے مجھے پہلی نصیحت یہی کی کہ تم سب کو چھوڑ کر آئی ہو۔ اب یہاں کے لوگ تمہارے بہن بھائی ہیں۔ ان کے ساتھ محبت سے رہنا اور ہر ایک کے دکھ سکھ میں شامل ہونا۔

آپ کی طبیعت نہایت سادہ تھی اور یہی سادگی اور خاکساری آپ مجھ سے بھی چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار تھے۔ اس کی عبادت میں شروع سے میں نے ان کو بہت باقاعدہ پایا۔ نماز باجماعت میں بہت باقاعدہ تھے۔ رمضان المبارک میں نمازوں کا الگ ہی رنگ ہوتا تھا۔ ہروقت باوضو رہنے کی عادت تھی۔ ابتدا میں کئی بار مشکلات کے دن آئے لیکن آپ نے مستقل مزاجی سے کام لیا۔ ایک موقع پر جب حکومت کا خیال تھا کہ درویشوں کو کالج کے ہوسٹل میں منتقل کردیا جائے تو پہلے باہر مردوں اور عورتوں کو نصیحت کی پھر گھر آ کر مجھے کہنے لگے کہ دیکھو ہوسکتا ہے یہ مجھ پر ہاتھ ڈالیں لیکن تم نے ثابت قدم رہنا ہے۔ دعائیں کرنی ہیں رونا دھونا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ آپ کی اور درویشوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی مشکلات کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نظارے میں نے دیکھے۔

نماز باجماعت کے بعد ہمیشہ سنّتیں اور وتر گھر آ کر پڑھتے۔ سوائے وفات سے چند سال پہلے کے۔ تلاوت قرآن کریم اور نماز میں قراءت بڑی پیاری آواز سے کرتے۔ آخری بیماری میں بھی نماز باجماعت نہیں چھوڑی۔ بعض اوقات مسجد سے آتے تو اتنا تھکے ہوتے کہ نڈھال ہوکر کرسی پر بیٹھ جاتے اور کہتے کہ اب تم کھانا کھلاؤ، مجھ میں طاقت نہیں۔ سفر میں ہمیشہ مَیں ساتھ رہی۔ مجھے ساتھ بٹھا کر نماز باجماعت پڑھتے۔ جس دن ہسپتال لے کر گئے تو مغرب عشاء کی نماز لیٹے لیٹے ادا کی۔ آپ کا طریق تھا کبھی زیادہ بیمار ہوں اور لیٹے لیٹے نماز پڑھنی ہو تو مجھے پاس بٹھا لیتے کہ تم تھوڑی تھوڑی دیر بعد اللہ اکبر کہتی رہنا کہیں مَیں سو نہ جاؤں۔

شادی کے بعد میرا بہت خیال رکھتے تھے۔ پانچ سال کے بعد مجھے نیشنلٹی ملی تو سارے ہندوستان کی سیر کرائی۔ تینوں بچیوں کو بھی اُن کی شادی سے قبل سارے ملک کی سیر کرائی۔ کہتے تھے اِن کو یاد رہے کہ ہم کس ملک میں پیدا ہوئے اور کہاں رہے۔ اپنے سب بچوں سے بہت پیار کرتے تھے اور تینوں بیٹیاں شادی ہوکر دوسرے ملک چلی گئیں۔ جب آتیں تو ان کا پیار دیکھنے والا ہوتا۔ پھر بیٹا بھی پڑھنے باہر چلا گیا۔ آخری عمر میں مجھے بار بار کہتے کہ دعا کرو جب میرا آخری وقت آئے تو میرے چاروں بچے میرے پاس ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرلی۔ بچوں کو الگ الگ نصیحت کی کہ میرے بعد امی کو کوئی تکلیف نہ ہو وغیرہ۔ مجھے یہی نصیحت کی کہ قادیان نہیں چھوڑنا، عہد کرلو یہیں رہنا ہے جیسے میرے ساتھ رہی ہو۔

خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ بے ہوش ہونے سے تھوڑی دیر پہلے حضور کا فون آیا۔ خود بات کی حضور نے دوائیاں بتائیں وہ لکھوائیں۔ اس پر بیحد خوش تھے۔

تقسیم ملک کے بعد کے حالات بہت مشکل تھے۔ ایسے میں جون 1954ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے بھارت کی لجنات کا کام خاکسار کے سپرد کیا تو مَیں بہت گھبرائی۔ لیکن آپ نے مجھے ہمت دلائی پھر کام کے طریقے آہستہ آہستہ سکھائے۔ یہ احساس نہ ہونے دیا کہ مجھے دفتری کام نہیں آتا۔ قدم قدم پر مجھے سمجھا کر میری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور ان کے حوصلہ دلانے سے مجھے 44 سال یہ خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

مہمان نوازی کا جذبہ بہت تھا۔ مجھے پہلے دن سے ہی تاکید کی جب کوئی مہمان ملنے آئے خواہ مرد ہو یا عورت جو چیز گھر میں ہو بھجوا دیا کرو۔ گرمیوں میں خاص طور پر شربت بنواتے۔ خود شوگر کی وجہ سے نہیں پیتے تھے۔ شادی کے بعد ابتدا میں پاکستان کا تو رستہ بند تھا غیرملک سے جو بھی آتا دعوت پر بلاتے اور کہتے کہ کھانا تم نے پکانا ہے۔ جلسہ سالانہ پر بھی غیرملکی احباب کو کھانے پر مدعو کرتے۔

سالہا سال قیامگاہ دارالمسیح کا کام کرنے کی خاکسار کو توفیق ملی۔ جلسہ سے قبل نیچے کا بند حصہ کھول کر صبح سے رات تک صفائی کرتی۔ مہمانوں کے لئے بستر رکھتی تو کہتے کہ جلسہ آتا ہے تو تمہیں اتنا کام کرتے دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اکثر کہتے میرا کھانا میز پر رکھ دو میں دفتر سے آ کر کھالوں گا تم جلسہ کا کام کرو۔

چندہ جات میں بہت باقاعدہ تھے۔ خصوصیت سے وصیت کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ تھی۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی تحریک ہوتی تو فوراً چندہ ادا کرکے کہتے دعا کرو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول کرے۔ صدقات کثرت سے دیتے۔ تین چار سال سے روزہ نہ رکھ سکتے تھے لیکن رمضان شروع ہوتے ہی اپنا اور میرا فدیہ ادا کردیتے۔ مَیں کہتی میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزے رکھ رہی ہوں تو کہتے کہ فدیہ دینے سے بھی اللہ تعالیٰ روزوں کی توفیق دیتا ہے۔

سفر پر جب بھی ہم جانے لگتے ان کا طریق تھا کہ گھر میں جو بھی ہوتا سب کو بلا کر دعا کراتے۔ صدقہ دے کر گھر سے نکلتے پھر کار میں بیٹھ کر دعا کراتے۔ اپنے دفتری کام کی ذمہ داری کو سب سے اہم سمجھتے۔ وقت پر دفتر جاتے۔ اگر کام ختم نہ ہوتو بعض اوقات تین چار بجے گھر آتے۔ ہاتھ میں فائلیں پکڑی ہوتیں اور رات کو بیٹھ کر کام مکمل کرتے۔

لوگ اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھ جاتے تو مجھے کہتے میں بھی گواہ ہوں تم بھی گواہ رہنا یہ فلاں کی یہ امانت ہے۔ اپنے خاندان والوں کی بے شمار امانتیں رقم کی صورت میں آپ کے پاس تھیں۔ جو کوئی کچھ منگاتا اس کے لفافے میں حساب لکھ کر رکھ دیتے۔ وفات کے بعد ساری واپس کی گئیں۔ حساب میں بہت پختہ تھے۔ ایک ایک پائی کا حساب لکھ کر رکھتے۔ بیوگان اور یتیموں کا بہت خیال رکھتے۔ عید پر ان کے گھروں میں ملنے جاتے۔ ہر ایک کی خوشی غمی میں شریک ہوتے۔

شکار کا شوق تھا۔ مجھے بھی لے کر جاتے۔ بندوق بھی چلواتے۔ جب بچیاں ذرا بڑی ہوئیں تو ان کو بھی ساتھ لے جاتے۔ بچوں کو سائیکل چلانا، تیرنا، کار چلانی سب کچھ سکھایا۔ خود والی بال کے اچھے کھلاڑی تھے۔ آخری عمر میں جب خود نہیں کھیلتے تھے تو نماز عصر کے بعد سیر کو نکل جاتے اور گراؤنڈ میں بیٹھ کر کھیل دیکھتے۔

جلسہ سالانہ 2006ء کے بعد مجھے ٹھنڈ لگ جانے سے نمونیہ ہوگیا تو جالندھر ہسپتال میں داخل کروایا۔ میرے پاس عزیزہ کوکب رہی۔ لیکن روزانہ دفتر کے بعد مجھے ملنے آجاتے اور شام کو واپس قادیان جاتے تھے۔ اس دوران خود بھی بہت سخت بیمار ہوگئے اور صحت بہت کمزور ہوگئی۔ لیکن باوجود اس کے 2008ء کے کاموں کا آپ کو بہت احساس رہتا تھا۔

وفات سے آٹھ دن قبل تیز بخار چڑھا۔ امرتسر ہسپتال میں ٹیسٹ ہوئے جو سب ٹھیک نکلے۔ ایک ٹیسٹ باقی اگلے روز ہونا تھا۔ لیکن رات سے قبل شدید گھبراہٹ شروع ہوگئی۔ اسی حالت میں مَیں نے کھانا کھلانے کی کوشش کی تو دو لقمے بہت مشکل سے کھائے۔ پھر یکدم دل کا شدید حملہ ہوا اور قومہ میں چلے گئے۔ اس کے بعد ہوش نہیں آئی اور 29؍اپریل 2007ء کی شام ساڑھے آٹھ بجے اپنے حقیقی مولیٰ سے جاملے۔ بے اختیار میرے منہ سے حضرت اماں جان کے سنے ہوئے الفاظ نکلے کہ میرے مولیٰ یہ تو مجھے چھوڑ کر چلے گئے لیکن تُو نہ چھوڑیو۔

صبح ہی میرے پیارے آقا ایدہ اللہ کا بہت پیارا تسلی دینے والا فیکس ملا۔ جس سے دل کو بہت سکون ملا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں آپ کے اوصاف کا ذکر کرنے کے بعد یہ بھی فرمایا کہ: ’’وہ میرے دست راست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں میرا سلطان نصیر بنایا ہوا تھا۔‘‘

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5؍نومبر 2010ء میں مکرم مظفر منصور صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

قربان ہر اک قطرۂ خوں ہو بھی تو کم ہے
یہ خون شہیداں مرے لشکر کا علَم ہے

لے جائے گی تنکوں سی بہا کر تمہیں تقدیر
اے ظالمو! یہ چشم خلافت میں جو نم ہے

ہے مجھ کو عطا صبر و رضا اے مرے قاتل
تُو اپنی بتا، تجھ میں جو باقی ابھی دم ہے

لبیک ترے اِذن پہ اے جانِ دو عالم
قربان سب اس پر کہ ترا نقش قدم ہے

مدفون شہیدوں کے مزاروں کو تو دیکھو
یہ خاک میں اک اور تجلّی کا جنم ہے

ماہنامہ ’’خالد‘‘ نومبر 2010ء میں مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب کا کلام شائع ہوا ہے۔ اس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خلافت کے امیں ہم ہیں، امانت ہم سنبھالیں گے
جو نعمت چھن چکی پہلے وہ نعمت ہم سنبھالیں گے

خلیفہ کے لبوں سے جو گل و جوہر بکھرتے ہیں
بڑے انمول موتی ہیں، یہ دولت ہم سنبھالیں گے

اسی کی رہبری میں یہ فلک تک جو رسائی ہے
قسم مولا کی کھاتے ہیں یہ قامت ہم سنبھالیں گے

مرے رہبر! مرے مُرشد! ترے خدّام کہتے ہیں
تمہیں چھاؤں میں رکھیں گے، تمازت ہم سنبھالیں گے

ہے تن من دھن فدا اپنا خلافت کی حفاظت میں
عدو نے جو بھی ڈھانی ہو قیامت ہم سنبھالیں گے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
November 07, 2014 – November 13, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 07, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:10 Reception In Hamburg: Recorded on December 05, 2012.
02:25 Pushto Service
03:10 Tarjamatul Quran Class
04:15 Kasre Saleeb: Discussion on the topic of the true miracles of the Promised Messiah (as).
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran
06:55 Press Conference In Europe: Recorded on December 17, 2012.
08:00 MTA Variety
08:20 Rah-e-Huda
09:50 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat & Dars-e-Hadith
11:45 Ghazwat-e-Nabi: Discussion about the migration of the Holy Prophet (saw) to Medina and Holy war of Badr.
12:30 Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Fatuh
14:40 Shotter Shondane
15:50 Dua-e-Mustaja'ab
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-Ul-Mubashir
20:40 MTA Variety
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday November 08, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 MTA Variety
01:10 Press Conference In Europe
02:10 Friday Sermon: Recorded on November 07, 2014.
03:25 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 279.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on May 27, 2009.
08:05 International Jama'at News
08:35 Story Time
08:55 Question And Answer session: Recorded on December 03, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:05 Shotter Shondane
15:05 Spotlight
16:00 Live Rah-e-Huda From Qadian
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-Ul-Mubashir
20:35 International Jama'at News
21:05 Rah-e-Huda
22:35 Story Time
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday November 09, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Salana Qadian
02:45 Friday Sermon: Recorded on November 07, 2014.
03:55 Spotlight
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 287.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna: Recorded on October 12, 2014.
08:05 Faith Matters
09:05 Question And Answer Session: Recorded on June 19, 1996.
10:05 Live Asr-e-Hazir
11:10 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on September 27, 2013.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon [R]
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Gulshane Waqf-e-Nau Khuddam
16:20 Ashab-e-Ahmad
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam [R]
19:45 In-Depth
20:35 Roots To Branches
21:15 MTA Variety
21:50 Friday Sermon [R]
23:00 Question And Answer Session

Monday November 10, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Quran
01:25 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam
02:30 Roots To Branches
02:55 Friday Sermon: Recorded on November 07, 2014
04:00 Real Talk
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 281.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:15 Al-Tarteel
06:40 Peace Conference: Recorded on March 23, 2012.
08:10 International Jama'at News
08:40 Roohani Khaza'in Quiz
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on April 12, 1999.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on July 18, 2014.
11:05 Spotlight
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 23, 2009.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Spotlight
16:00 Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Peace Conference [R]
19:50 Somali Service
20:30 Rah-e-Huda
22:00 Friday Sermon [R]

Tuesday November 11, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:15 Peace Conference
03:15 Friday Sermon: Recorded on January 23, 2009.
04:30 Roohani Khazaa'in Quiz
05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 303.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau November 09, 2014.
08:05 MTA Variety: Programme by Lajna Pakistan teaching Urdu.
08:30 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on June 19, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on November 07, 2014.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Shotter Shondane
15:00 Spanish Service
15:35 Asr-e Hazir
16:40 Aadab-e-Zindagi
17:20 Noor-e-Mustafwi
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on November 07, 2014.
20:35 MTA Variety
20:55 Australian Service
21:20 Sayed Us Shuhada Hazrat Imam Hussain (ra)
22:00 Asr-e-Hazir
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday November 12, 2014

00:05 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:30 MTA Variety
02:45 Noor-e-Mustafwi
03:00 Australian Service
03:25 Sayed Us Shuhada Hazrat Imam Hussain (ra)
04:05 Aadab-e-Zindagi
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 283.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 24, 2009.
08:00 Real Talk
08:45 Question And Answer Session: Recorded on December 03, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
12:55 Friday Sermon: Recorded on November 07, 2014.
14:10 Shoter Shondane
15:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
16:30 Faith Matters
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana UK Address [R]
19:30 French Service: Horizons d'Islam
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:50 Friday Sermon [R]
23:05 Intikhab-e-Sukhan

Thursday November 13, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:55 Al-Tarteel
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
02:50 Qisas-ul-Ambiyaa: A series of programmes looking at the lives of Prophets, in light of the Holy Quran.
03:50 Faith Matters
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 287.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:25 Yassarnal Quran
06:45 An Audience With Hadrat Khalifatul Masih V: Recorded on March 23, 2013.
07:45 In-Depth
08:25 MTA Variety
08:45 Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 02, 1997.
09:50 Indonesian Service
11:00 Japanese Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Quran
12:45 In Depth
13:25 Kasre Saleeb
14:05 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 03, 2014.
15:10 MTA Variety
15:40 Persian Service
16:20 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 An Audience With Hadhrat Masih V [R]
19:30 Live German Service
20:35 Faith Matters
21:30 Tarjamatul Quran Class [R]
23:00 In-Depth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 31 October, 2014 | Issue No. 44

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ری پبلک آف آئرلینڈ (Republic of Ireland) ستمبر 2014ء

❁......جو بھی ابتدائی اسلامی تاریخ کا منصفانہ انداز میں مطالعہ کرے وہ دیکھے گا کہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمی امن اور تحفظ کو یقینی بنانے اور ہر قسم کی بدامنی، تعصب اور ناانصافی کے خاتمہ کی ہر ممکن کوشش کی۔

❁......مَیں اور تمام احمدی مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے بانی حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مسیحِ موعود اور مہدی ہیں، جو امن اور محبت پر مبنی اسلام کی حقیقی تعلیمات دنیا کے ہر کونے میں پھیلانے کے لئے تشریف لائے۔

❁......ہماری مساجد امن اور ہم آہنگی کے مراکز ہیں۔ ہماری مساجد ان لوگوں سے پُر ہیں جو صرف امن کا نام ہی نہیں لیتے بلکہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ دنیا کے ہر شخص کے لئے امن اور تحفظ کو یقینی بنایا جائے

❁......قرآنِ کریم میں آتا ہے کہ ہر حقیقی مسلمان مریم کی مانند ہے۔ اس لئے ہر احمدی مسلمان اپنے اندر مریم جیسی پاکیزگی، پرہیزگاری اور پاکبازی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔..................(مسجد مریم کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

☆......اس عظیم الشان مسجد کے افتتاح پر میں احمدیہ مسلم جماعت کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ کرے آپ کا پیغام ساری دنیا میں گونجے اور آپ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی سفیر بنیں۔ ☆......گالوے میں ایک اہم موقع پر تشریف لانا گالوے کیلئے نہایت اعزاز کی بات ہے۔ ☆......خلیفۃ المسیح کا خطاب حکمت سے پُر اور دل کو چھونے والا تھا۔ ☆......مجھے اس مسجد کا نام بھی بہت اچھا لگا۔ اس مسجد کا نام ہی معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ دے رہا ہے۔ یہاں آکر اسلام کے متعلق مجھے ایک نئی قسم کی آگاہی حاصل ہوئی۔ ☆......میں نے یہاں تو خوبصورت 'اسلام' کو دیکھا ہے۔ ☆......اسلام کے متعلق مجھے اتنا زیادہ علم نہ تھا لیکن خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر اب مجھ پر اسلام کا انتہائی اچھا تاثر قائم ہو گیا ہے۔..................(مسجد مریم کی افتتاحی تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

پریس اور میڈیا میں مسجد کے افتتاح کی کوریج

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

26 ستمبر 2014ء بروز جمعۃ المبارک

(حصہ دوم۔ تسلسل کے لئے دیکھئے گزشتہ شمارہ)

....

مسجد مریم کے افتتاح کی مناسبت سے منعقدہ تقریب میں مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تقریب میں انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اس موقع پر سب سے پہلے تو میں اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو آج ہمارے ساتھ یہاں موجود ہیں اور گالوے میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی اس مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شامل ہیں۔ اس مسجد کے افتتاح کی یہ تقریب ایک مسلمان فرقہ کی طرف سے منعقد ہو رہی ہے لیکن اس کے باجود آپ سب لوگوں کی شمولیت آپ کی کشادہ دلی اور وسیع النظری کا واضح ثبوت ہے۔ لہٰذا میں آپ سب کا بہت شکرگزار ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میرے لئے اپنے شکر کے یہ جذبات بیان کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ ایک دوسرے کا شکریہ ادا کریں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا کہ وہ شخص جو دوسروں کا شکرادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکرگزار نہیں بن سکتا اور جو شخص خدا تعالیٰ کا شکرگزار نہ ہو وہ حقیقی مومن بھی نہیں کہلا سکتا۔ پس میرے شکر کے یہ جذبات دراصل دینی فریضہ ہے جس کی تعلیم میرے مذہب نے مجھے دی ہے۔

پھر جب یہ دیکھتے ہیں کہ آجکل اکثر غیر مسلم اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں خدشات اور تحفظات رکھتے ہیں تو میرے یہ شکر کے جذبات اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ پس ان تمام خدشات کے باوجود آپ کی یہاں تشریف آوری نے طبعی طور پر میرے دل میں آپ سب کی عزت بڑھا دی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ کے دلوں میں اسلام کے بارے میں تحفظات ہیں تو میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کے پاس ان تحفظات کا جواز ہے کیونکہ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ امت مسلمہ بڑے پیمانہ پر تضاد اور فساد میں پڑی ہوئی ہے۔ بلکہ ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ بعض مسلمان دوسروں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان حکومتیں اپنی رعایا کے حقوق ادا نہیں کر رہیں اور دوسری طرف عوام بھی غیر جمہوری اور ناجائز ذرائع سے حکومتوں کو ختم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مزید ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کس طرح دہشتگردوں کے گروہ فساد پھیلا رہے ہیں اور اپنے غلط کاموں اور نظریات کے ذریعہ ساری دنیا میں خوف وہراس پھیلا رہے ہیں۔ ان باتوں کی روشنی میں مَیں بلاتردّد کہتا ہوں کہ بعض ایسے نام نہاد مسلمان بھی ہیں جو اسلام کے نام پر انتہائی گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ تاہم مَیں یہ بھی واضح کردوں کہ بعض مسلمان گروہوں یا بعض مسلمان حکومتوں کا یہ قابلِ ملامت رویہ کسی رنگ میں یا کسی طور پر بھی اسلام کی حقیقی تعلیمات کی عکاسی نہیں کرتا۔ بلکہ اسلام تو وہ مذہب ہے جس نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت، پیار، ہمدردی اور رحم کے ساتھ پیش آتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے کی تعلیم دی ہے۔ صرف مسلمانوں کو آپس میں ہی اس ہمدردانہ طریق کو اختیار کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ قرآن کریم نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے دشمن کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہیں کرنا چاہئے جو انصاف کے اصولوں کے منافی ہو اور ان کے جائز حقوق غصب کرنے والا ہو۔ اسلام نے تعلیم دی ہے کہ ہر ایک جو اس ناجائز طریق کو اختیار کرے گا اُسے مومن کہلانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا اور خدا تعالیٰ کے حضور کبھی بھی متقی اور پرہیزگار شمار نہیں ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب قرآن کریم کی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ کو ایک بیمثال اور ممتاز مقام سے نوازا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو 'رحمۃ للعالمین' یعنی 'تمام جہانوں کیلئے رحمت' قرار دیا گیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت کیلئے پیار ہمہ گیر تھا اور دنیا میں موجود ہر شخص کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں محبت اور ہمدردی تھی چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں